لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

شب قدر میں اقوام عالم کی قسمتوں کا فیصلہ

یہ رات بھی عجیب تھی کہ جس میں قوموں کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا تھا۔ جبابرہ عالم کی تنبیہ و تادیب کے لیے ایک نحیف وضعیف قوم کا انتخاب ہو رہا تھا۔ نیکیوں کا لشکر دوبارہ مقابلے کے لیے آراستہ کیا جا رہا تھا۔ نور کی سرعسکری کے لیے وہ وجود اقدس منتخب ہو رہا تھا جو حرا کے غیر موضوع حجرے میں بیدار اور سربسجود تھا اور رحمت کے محافظ فرشتہ اس کے گرد صف بستہ کھڑے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: ہم نے اس کتاب بین کو ایک مبارک شب میں اتارا کہ ہمیں انسانوں کو ڈرانا ہے۔ پس یہ شب وہ تھی جس میں اقوام عالم کی قسمتوں کا فیصلہ ہوا، یہ وہ شب ہے جس میں برکات ربانی کی ہم پر سب سے پہلے بارش ہوئی، یہ وہ شب ہے جب اس سینے میں جو خزینۂ نبوت تھا، کلام الٰہی کے اسرار سب سے پہلے منکشف ہوئے اور رحمت ہائے آسمانی نے زمین میں نزول کیا، پس ہر مومن کو ضروری ہے کہ اس شب میں رحمتوں کا طالب ہو، رحیم و رحمٰن کے آگے سرنیاز خم رکھے اور بعد خشوع و خضوع دست تضرع دراز کرے کہ خدایا! میں ایمان لایا فرشتوں، کتابوں، رسولوں اور تقدیر پر اور پکار اٹھے! پروردگار تیری باتیں سنیں، تیری طاعت کا عہد کیا، اب تیری مغفرت کے طالب ہیں اور تو ہی ہمارا مرجع ہے، کسی کو تو اس کی قوت سے زیادہ حکم نہیں دیتا اور خیر و شر انسان کی کمائی ہے، پس اے پرودگار! اگر ہم سے بھول ہو یا کوئی خطا ہو تو مواخذہ نہ کر، پرودگار! ہماری طاقت سے زیادہ ہم پر بوجھ نہ ڈال، ہمیں معاف کر، ہمارے گناہ بخش، ہم پر اے ہمارے آقا رحم فرما اور کفار پر ہمیں غلبہ نصیب فرما۔

مولانا ابوالکلام آزادؔ

سالانہ زرتعاون -/250

۲۵ر جولائی ۲۰۱۲ء

فی شمارہ =/12₹

پندرہ روزہ

تعمیرِ حیات

لکھنؤ

جلد نمبر ۴۹ — ۲۵؍جولائی ۲۰۱۲ء مطابق ۴؍رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ — شمارہ نمبر ۱۸

اِس شمارے میں

شعروادب

بھکاری بن کے آیا ہوں — مولانا مفتی محمد تقی عثمانی — ۲

اداریہ

رمضان المبارک اور اعمال کا جائزہ — شمس الحق ندوی — ۳

ماہ مبارک

روزہ اور اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم — حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی — ۴

بلوان رحمت

شب قدر کی برکت وفضیلت — حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی — ۵

شاہ کلید

اعتدال ومیانہ روی امت مسلمہ کی شان امتیازی — شیخ خالد بن علی الغامدی — ۷

فکروعمل

تین قوتوں کی ضرورت — مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی — ۹

فقہ و فتاویٰ

سوال وجواب — مفتی محمد ظفر عالم ندوی — ۱۳

اعمال رمضان

مومن کا رمضان — فیصل احمد بھٹکلی ندوی — ۱۵

تعارف وتبصرہ

رسید کتب — محمود حسن حسنی ندوی — ۱۹

خبرو نظر

عالم اسلام — جاوید اختر ندوی — ۲۰

تاریخ وتذکرہ

عملاقِ سیر المحدثین — رشید احمد حسنی ندوی — ۳۲

روداد چمن

انسانیت کی رہنمائی ہماری ذمہ داری — محمد ذاکر ندوی — ۳۵

رپورٹ

تین دن سرزمین دعوت وعزیمت میں — طلحہ نعمت ندوی — ۳۶

اپیل

اہل خیر حضرات کی خدمت میں — شعبۂ تعمیر وترقی — ۳۰

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مولانا مفتی محمد ظہور ندوی

(نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

زیرِ نگرانی

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی

(ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر مسئول

شمس الحق ندوی

نائب مدیر

محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت

• مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی • مولانا خالد ندوی غازی پوری

• نعیم الرحمن صدیقی ندوی

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

Tameer-e-Hayat

Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-226007

E-mail: nadwa@sancharnet.in, Ph: (0522) 2740406

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

سالانہ زرتعاون -/250 — فی شمارہ -/12 — ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک کے لئے 50$ ڈالر

ڈرافٹ منیجر تعمیر حیات کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پتہ پر روانہ کریں۔ چیک سے بھیجی جانے والی رقم صرف All CBS Payable Multicity Cheques روانہ فرمائیں ...

آپ کے خریداری نمبر کے پیچھے اگر کالی لکیر ہے تو سمجھئے کہ آپ کا زرتعاون ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا جلدی زرتعاون ارسال کریں اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ اگر موبائل یا فون نمبر ہو تو اپنے شہر کے کوڈ نمبر کے ساتھ لکھئے۔ (منیجر تعمیر حیات)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے آزاد پرنٹنگ پریس، نظیر آباد، لکھنؤ سے طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ٹیگور مارگ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

Ready made
R.C.C. Precast
Minar for Masjid.

آر سی سی سیمنٹ کے پریکاسٹ تیار شدہ مسجد کے مینار، کم قیمت، کم وقت میں فٹنگ، مضبوط اور خوشنما مینار کے لیے رابطہ کریں۔

ZAM ZAM MINAR زم زم مینار

Old Haiderganj, Lucknow اولڈ حیدر گنج لکھنؤ

Mob.: 9935511786, 9793380786 موبائل
9793379786, 9453138424

website: www.Zamzamminar.com ویب سائٹ

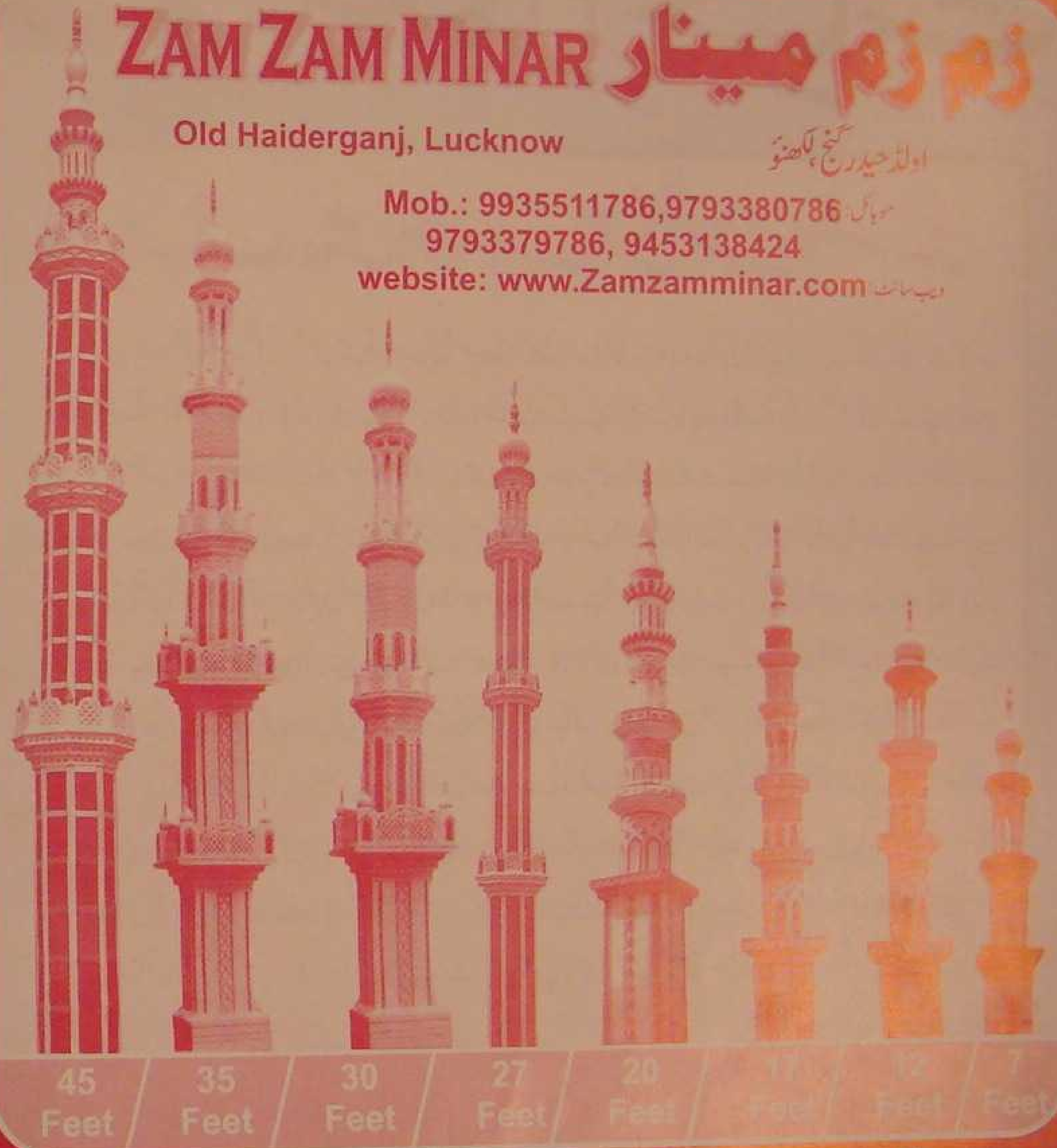

شیشہ وٹائلس کے بھی مینار 7 سے 45 فٹ تک آرڈر پر بنتے ہیں۔

شعر وادب

بھکاری بن کے آیا ہوں

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

الٰہی تیری چوکھٹ پر بھکاری بن کے آیا ہوں
سراپا فقر ہوں ، عجز و ندامت ساتھ لایا ہوں
بھکاری وہ ، کہ جس کے پاس جھولی نہ پیالہ ہے
بھکاری وہ ، جسے حرص و ہوس نے مار ڈالا ہے
متاع دین و دانش نفس کے ہاتھوں سے لٹوا کر
سکون قلب کی دولت ہوس کے بھینٹ چڑھوا کر
گنوا کر عمر ساری غفلت و عصیاں کے دلدل میں
سہارا لینے آیا ہوں ترے کعبے کے آنچل میں
گناہوں کی لپٹ سے کائنات قلب افسردہ
ارادے مضمحل ، ہمت شکستہ ، حوصلے مردہ
کہاں سے لاؤں طاقت ، دل کی سچی ترجمانی کی
کہ کس جنجال میں گذری ہیں گھڑیاں زندگانی کی
خلاصہ یہ کہ بس جل بھن کے اپنی روسیاہی سے
سراپا عجز بن کر اپنی حالت کی تباہی سے
ترے دربار میں لایا ہوں اب اپنی زبوں حالی
تری چوکھٹ کے لائق ہر عمل سے ہاتھ ہیں خالی
تری چوکھٹ کے جو آداب ہیں ، میں ان سے عاری ہوں
نہیں جس کو سلیقہ مانگنے کا ، وہ بھکاری ہوں
یہ آنکھیں خشک ہیں یارب ! انہیں رونا نہیں آتا
سلگتے داغ ہیں دل میں ، جنہیں دھونا نہیں آتا
یہ ترا گھر ہے ، ترے مہر کا دربار ہے مولا !
سراپا قدس ہے ، اِک مہبط انوار ہے مولا !
زباں غرق ندامت دل کی ناقص ترجمانی پر
خدایا رحم ! میری اس زبانِ بے زبانی پر

☆☆☆☆☆

اداریہ

رمضان المبارک اور اعمال کا جائزہ

شمس الحق ندوی

یہ ماہ مبارک کا موسم بہار ہے، بھوک، پیاس، صبر وتحمل، غیر ضروری باتوں سے اجتناب، اپنی زندگی کے بیتے ہوئے دنوں کا احتساب وجائزہ، جو کھو چکے اس پر افسوس وندامت کے آنسو بہانے اور توبہ استغفار کے پانی سے دھونے کا یہی سنہرا موقع ہے، باران رحمت ومغفرت کی جھڑی لگی ہوئی ہے اور جہنم سے نجات وآزادی کا بھی اعلان ہے حدیث پاک کے مطابق: "یاباغی الخیر أقبل ویاباغی الشر أدبر" (اے خیر کے تلاش کرنے والے آگے بڑھ اور اے شر کے تلاش کرنے والے پیچھے ہٹ) کی صدا گونج رہی ہے۔

یہ ذکر وتلاوت اور داد ودہش کا مہینہ ہے، اب تک جو بھول چوک ہو چکی ہو، اس پر شرمساری اور آہ وزاری، یہی اس ماہ مبارک کی قدر دانی ہے، کوتاہی اور گناہ کی مختلف شکلیں ہیں، دین کے کسی حکم کو توڑنا بھی گناہ ہے، فرد کا فرد کی حق تلفی کرنا، حق مارنا، یہ بھی جرم وگناہ ہے، اپنے فرائض وذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا یہ بھی گناہ ہے، لیکن فرد یا جماعت کا کچھ ایسے کام کرنا جس سے امت کے اتحاد وطاقت کو نقصان پہونچتا ہو، یہ گناہ عظیم ہے، اس وقت جبکہ ماہ مبارک کی برکات سے ہمارے قلوب کو یک گونہ یکسوئی اور رضائے مولیٰ کی تلاش وجستجو کا شوق وجذبہ حاصل ہے، خدا کے نام پر بھوک پیاس، ذکر وتلاوت، تراویح وتہجد نے قلوب کو نرم کر دیا ہے۔

ہم ہر پہلو سے اپنی زندگی کا جائزہ لیں، اپنے دینی کاموں اور سرگرمیوں پر بھی نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ اس میں کتنا حصہ خدا کی رضامندی اور دین کی سربلندی کا ہے اور کتنا نام ونمود اور اپنی خودنمائی کا ہے یا اپنے سطحی اغراض ومقاصد کا ہے جو دین کے رنگ میں خالص دنیا ہے۔

ان مبارک گھڑیوں میں اپنے حالات واعمال، نیتوں اور ارادوں کا حقیقت پسندانہ جائزہ لے کر اس رخ کو متعین کر لینا جس میں خدا کی رضامندی، امت کا مفاد عام اور زندگی کا پیغام مضمر ہے، عین دانش مندی ہے، اور جائزہ کے بعد حقیقت آشنا ہو کر اس خیال سے کیا کہ لوگ کیا کہیں گے، اگر ہم پیچھے ہٹے اور رائے بدلی تو ہماری توہین ہوگی، بڑی ناسمجھی اور نادانی ہے۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "من تواضع للہ رفعہ اللہ"۔ دینی اور ملی مسائل میں نظریاتی اور فکری اختلاف کی بھی یہی صورت ہے کہ اگر ہمارا کوئی فکر ونظریہ غلط ثابت ہو جاتا ہے اور ہم حقیقت آشنا ہو جاتے ہیں تو پھر اخلاص کا اور خدا کی رضاجوئی اور قوم وملت کے مفاد کا تقاضا ہے کہ ہم بلا پس وپیش اپنے فکر ونظریہ کی غلطی تسلیم کر کے دوسرے کے صحیح فکر ونظریہ کو مان لیں کہ دین اسلام کی یہی اصل روح ہے، جس طرح غلط کام کرنا، قوم وملت کے مفاد کے خلاف کوئی اقدام کرنا جرم وگناہ ہے اسی طرح غلط کام کرنے والے کی تائید وحمایت بھی گناہ ہے جس سے دین وملت کو نقصان پہونچ رہا ہو، اگر ہم کبھی ناواقفیت ونادانی سے ایسی غلطی میں مبتلا ہو جائیں اور پھر حقیقت سمجھ میں آجائے تو فوراً اس سے باز آجانا چاہئے، غلط بات کی تاویل لوگوں کو تو دھوکا دے سکتی ہے، لیکن وہ دن (قیامت کا دن) آکے رہے گا، جب ساری تاویلات وملمع سازی کا رنگ وروغن اتر جائے گا اور حقیقت اپنے اصل روپ میں سامنے کر دی جائے گی۔

رمضان المبارک میں اگر بھوک پیاس، صبر وضبط، حلم وبردباری، اگر طبیعت کی ناگواری کو جھیلنا اس لئے ہے کہ کہیں ہمارا روزہ نہ خراب ہو جائے تو یہ اس کی مشق ہے کہ بندۂ مومن حق پر قائم رہنے اور حق کی خاطر ہر ناگواری، بلکہ کبھی کبھی ذلت وخواری تک کو گوارہ کرلے، لیکن حق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔

اگر ہم صحیح معنوں میں مومن ہیں اور حقیقت اسلام نہ صرف یہ کہ ہمارے دل میں اتر گئی ہے، بلکہ رگ وریشہ میں رچ بس گئی ہے تو ہمارا بھی یہی کردار ہونا چاہئے کہ حالات خواہ کتنے ہی مخالف ہوں ہم اپنی اسلامیت پر اور مومنانہ صفات پر قائم رہیں، اگر ہم اپنی ناتجربہ کاری، کم علمی یا غلط ماحول سے متاثر ہو کر کوئی غلط کام کر چکے ہوں تو حقیقت عیاں ہونے کے بعد فوراً اس سے رجوع کریں اور حق کی طرف لوٹ آئیں۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ أنیب۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ماہ مبارک کی قدر دانی کی توفیق سے نوازے کہ ؂

آتی نہیں فصل گل روز روز

ماہ مبارک

روزہ اور اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

سن ۲ رہجری میں روزے کی فرضیت ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ ررمضان کے روزے رکھ کر وفات پائی۔

روزے کے بارے میں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ایک طرف جامع ومکمل اور حصول مقصد (اصلاح نفس واظہار عبودیت) کا مفید ترین ومؤثر ترین ذریعہ تھا، تو دوسری طرف سہل و آسان بھی تھا، رمضان مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف عبادات کی کثرت فرماتے تھے، حضرت جبرئیل علیہ السلام آتے تھے، اور آپ سے قرآن پاک کا ورد کرتے تھے، اور جب حضرت جبرئیل علیہ السلام آتے تھے تو اس وقت آپ ﷺ کے جود وسخا کا فیض اس طرح جاری ہوتا تھا جیسے انعامات وعطا کی باد تند وتیز ہو، رمضان میں آپ ﷺ بہت سی عبادتیں کرتے تھے، جو غیر رمضان میں نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ کبھی کبھی مسلسل روزہ رکھتے، حالانکہ صحابہ کرامؓ کے لئے آپ نے صوم وصال مسلسل روزہ ممنوع قرار دے رکھا تھا، جب صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ تو صوم وصال رکھتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری طرح نہیں ہوں، میں اپنے رب کے پاس اس حال میں رات گذارتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ دن گذارتا ہوں کہ وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے، سحری کھانے پر آپ زور دیتے تھے، اس کی ترغیب دیتے اور مسلمانوں کے لئے اس کو مسنون قرار دیتے تھے۔

حضرت انسؓ بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سحری کھاؤ کیوں کہ سحری میں برکت ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کھانے کا ہے، افطار میں تاخیر کرنے سے منع فرماتے تھے اور اس کو مفاسد کا ذریعہ اور غالی اہل کتاب کا شعار بتاتے اور فرماتے: لوگ اس وقت تک خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں (وقت آنے پر) تعجیل سے کام لیں گے اور فرماتے دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں تعجیل کریں گے کیوں کہ یہود ونصاریٰ تاخیر کرتے ہیں اور سحری میں آپ ﷺ کے اصحاب کا طریقہ تاخیر کا تھا۔

معمول یہ تھا کہ نماز سے پہلے افطار کرتے، چند رطب (تر کھجوریں) اگر چہ موجود ہوتیں، تناول فرماتے، اگر نہ ملتیں تو خشک کھجور فرماتے، ورنہ پانی ہی کے چند گھونٹ پی لیتے، افطار کرتے وقت فرماتے: "اللّٰهم لك صمت وعلى رزقك أفطرت"۔ (اے اللہ! تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کرتے ہیں) اور فرماتے: "ذهب الظماء وابتلت العروق وثبت الأجر ان شاء الله تعالى"۔ (پیاس بجھ گئی، رگیں تر ہوگئیں اور انشاءاللہ اجر ثابت ہوگیا)۔

رمضان مبارک میں آپ ﷺ نے اسفار بھی فرمائے ہیں، کبھی روزہ رکھا، کبھی نہ رکھا اور صحابہ کرامؓ کو روزہ رکھنے نہ رکھنے کا اختیار دیا، اگر جنگ سر پر ہوتی تو روزہ نہ رکھنے کا حکم دیتے تاکہ دشمن سے جنگ کرنے کی قوت رہے، رمضان ہی میں آپ ﷺ نے سب سے عظیم اور فیصلہ کن غزوہ غزوۂ بدر اور غزوۂ فتح مکہ کا سفر کیا، نماز تراویح آپ ﷺ نے تین دن پڑھائی، شدہ شدہ بہت سے لوگوں تک خبر پہونچ گئی، اور مجمع کثیر اکٹھا ہوگیا، چوتھی رات میں مجمع اتنا ہوگیا کہ مسجد ناکافی ہوگئی، اس رات آپ گھر سے نماز فجر ہی کے لئے نکلے اور نماز فجر کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور حمد وثنا کے بعد فرمایا: میں تمہارے یہاں (اس تعداد میں) موجود ہونے سے لاعلم نہ تھا، لیکن مجھے اس کا خوف ہوا کہ کہیں یہ (نفل نماز تراویح) تم پر فرض نہ کردی جائے اور پھر وہ تم سے نبھ نہ سکے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک بات یہیں تک رہی، آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ نے تراویح کا اہتمام کیا، یہاں تک کہ وہ اہل سنت کا شعار بن گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت نفل روزے رکھتے تھے اور ترک بھی فرماتے تھے، رکھتے تو خیال ہوتا کہ رکھتے ہی رہیں گے اور چھوڑتے تو خیال ہوتا کہ اب نہیں رکھیں گے، لیکن رمضان کے علاوہ کسی مہینہ کے پورے روزے نہیں رکھے، اور شعبان میں جتنے روزے رکھتے تھے اتنے کسی مہینہ میں نہیں رکھتے تھے، دوشنبہ اور جمعرات کے روزے کا خاص اہتمام فرماتے تھے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ:..........

(بقیہ صفحہ ٦ رپر)

باران رحمت

شب قدر کی برکت وفضیلت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

اللہ رب العالمین کی طرف سے اپنے بندوں کے ساتھ سب سے زیادہ فضل وکرم اس کی رحمت اور مغفرت کے ذریعہ ہوتا ہے، اور اس نے اپنی رحمت کو خود اپنے غضب سے اوپر رکھا ہے، وہ اپنے بندوں کی کوتاہیوں اور ناشکریوں کے خطرناک ترین نتائج کو اپنی رحمت کے ذریعہ سے کم کردیتا ہے اور بندوں کے اچھے اعمال سے خوش ہوکر ان کے صلہ میں ان کے گناہوں کو ختم بھی کردیتا ہے، رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمت کا خاص مظہر بنایا ہے، اور اس کے آخری حصہ میں "لیلۃ القدر" (یعنی شب قدر) رکھ کر اس نے اپنی رحمت کے ذریعہ حیرت انگیز طریقہ سے اپنے بندوں کی دست گیری فرمائی، اور اس ایک رات کو ایک ہزار مہینوں کی راتوں سے بھی زیادہ فائدہ پہنچانے والی بنادیا، چنانچہ صرف اس ایک رات میں کئے جانے والے اعمال کو ایک ہزار مہینے کی راتوں میں کئے جانے والے اعمال کے مساوی کردیا ہے، اس رات کو قرآن مجید کے آسمان دنیا میں اترنے کا شرف عطا فرمایا، اور اس سے اس رات کی عظمت اور اس کی خیر وبرکت میں غیر معمولی بلکہ بے حد وحساب اضافہ ہوا، اس رات کے لئے ایک جگہ فرمایا: ﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ﴾ اور دوسری جگہ اس رات کی اہمیت وعظمت ایک مستقل سورہ میں بیان کی، فرمایا: ﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ، لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ، تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ، سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾. [سورہ القدر]

(ہم نے اس (یعنی قرآن مجید) کو شب قدر میں اتارا، اور جانتے ہو کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اترتے ہیں فرشتے اور روح القدس (حضرت جبرئیل) اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر، امان ہے وہ رات صبح کے نکلنے تک)

قرآن مجید وہ عطیہ الٰہی ہے جو خصوصی طور پر الٰہی نسبت کا حامل ہے، اسی نسبت کی بنا پر زمین کو اس کے اترنے کا وہ شرف عطا ہوا، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی خاطر زمین کی حیثیت سے بہت برتر ہونے کے باوجود زمینی مخلوق انسان کو عطا فرمایا، اور اس کی نسبت سے ماہ رمضان کو بھی عزت اور شرف عطا ہوا، جس میں زمینی مخلوق کو آسمانی خصوصیت سے بہرہ ور ہونے کا موقع ملا، اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو ایسا موقع حاصل ہوگیا، جو اگر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم نہ ہوتا تو انسان اور یہ زمین جس سے وہ پیدا کیا گیا ہے اس کے لائق نہ ہوتا۔

لیلۃ القدر کو رمضان کے کسی خاص دن کے ساتھ مخصوص نہیں کیا گیا، آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کی تلقین کی گئی اور اسکا متعین موقع مخفی رکھا گیا، شریعت اسلامی میں اس طرح کی کئی چیزوں کی تعیین کو مخفی رکھا گیا تاکہ رضائے الٰہی کا طالب طلب رضا زیادہ مقدار میں، زیادہ وسعت کے ساتھ کرسکے، متعین ہوجانے سے طلب رضا بھی محدود ہوجاتی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ وہ اپنے بندوں کو زیادہ عمل کرنے کا موقع عطا فرماتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عشرے کی پانچ طاق راتوں (۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹) میں اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے کوشش کرنے کی تلقین کی، اس طریقہ سے ایک رات میں فائدہ اٹھانے کی خاطر ضمناً مزید چار دیگر طاق راتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل جاتا ہے۔ لیلۃ القدر کی یہ رات اپنے میں بڑی نورانیت اور تقرب الٰہی کا موقع رکھتی ہے، اس رات میں اللہ کی تمام مخلوقات حتی کہ پہاڑ اور درخت اپنے رب کے سامنے سربسجود ہوجاتے ہیں، جن کو انسانی آنکھیں تو نہیں دیکھتیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی باتوں کو علم غیب پر یقین رکھتے ہوئے قبول کریں، آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد عمل کی وہ حیثیت نہیں رہ جاتی، اصل یہ ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے بتانے پر یقین کرتے ہوئے عمل کیا جائے۔

یہ رات اتنی زیادہ نورانیت رکھتی ہے کہ ہر چیز منور ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی رحمتوں سے نوازنے کے لئے اپنے بندوں کی طرف خصوصی طور پر متوجہ ہوجاتا ہے کہ ہے کہ کوئی لینے والا جو لے؟ ہے کوئی اس نورانیت سے فائدہ اٹھانے والا جو بے حد وحساب طریقہ سے حاصل کرنا چاہتا ہو وہ یہ فائدہ حاصل کرے؟ اور یہ سلسلہ غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک جاری رہتا ہے، اور اس طرح ایک رات سو سال کی راتوں کے برابر اجر وثواب دلاتی ہے، جس کو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار راتوں سے بہتر قرار دیا ہے اور فرمایا ہے: ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ اور

ایک پوری سورہ اسی رات کے متعلق نازل کی، اور اس میں اس رات کی خصوصیت سے اپنے انعامات بتائے، لیکن یہ بات اس کے لئے ہے جو اس کا طالب ہو، اور اس رات میں رضائے الٰہی اور مغفرت الٰہی کی طلب میں عبادت اور عمل صالح اختیار کرے، یہ انسان کی خوش قسمتی ہے کہ اس کو اس رات سے فائدہ اٹھانے کا شوق ہو اور انسان کی شدید بد قسمتی ہے کہ ایسے عظیم عطیہ کی طرف توجہ نہ کرے اور غافل رہے، جس کا نتیجہ دوسری زندگی میں جو آخرت میں ملے گی، دیکھنے کو ملے گا، اور کوتاہی کرنے پر وہاں اس عظیم نعمت سے محروم ہونے کے نقصان پر افسوس کرنے سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

حدیث شریف میں اس بابرکت رات کی افادیت کے متعلق اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "من قام لیلۃ القدر ایماناً واحتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ" یعنی جو شخص شب قدر میں عبادت کے لئے ایمان واحتساب کے ساتھ کھڑا ہو، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

ایمان کا مطلب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات کو دل سے تسلیم کرنا، اور احتساب کا مطلب ہے کہ اللہ کی رضا کے طلب اور آخرت میں اس کا ثواب حاصل کرنے کے شوق میں عمل کرنا، جس میں اپنی دنیاوی کوئی غرض یا خواہش نفس نہ ہو، عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔

اس شب میں کرنے کے کام نماز، تلاوت قرآن مجید، استغفار اور دعا، ذکر وفکر اور تسبیح، حمد مناجات، درود شریف کی کثرت اور کوئی بھی نیک اور پسندیدہ کام انجام دینا اور بے کار اور بری باتوں سے بچنا ہے، مغرب وعشاء کی نمازیں تو خود ہی اس میں آجاتی ہیں، ان کے علاوہ جماعت کا اہتمام اور نوافل کا اہتمام، محض آرام کرنے کے بجائے حصول ثواب میں جتنا وقت لگایا جاسکے اس میں لگایا جاسکتا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ کا اہتمام اس قدر فرماتے کہ خود بھی جاگتے اور اپنے متعلقین کو بھی جگاتے، جو ہمارے لئے عظیم نمونہ ہے اور آخرت میں اجر وثواب حاصل کرنے کا عظیم الشان ذریعہ ہے۔

شب قدر کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کردہ دعا

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو کیا دعا مانگوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا مانگو: "اللّٰھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی" (الٰہی! تو یقینی طور پر بڑا معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، میرے ساتھ بھی معافی کا معاملہ فرما)۔

یہ دعا بڑی مختصر مگر نہایت جامع دعا ہے جس میں اللہ رب العزت سے اس کا خصوصی فضل طلب کیا جارہا ہے، یہ ایسا فضل ہے کہ اگر دنیا میں ہوجائے تو انسان بہت سی مصیبتوں سے محفوظ ہوجاتا ہے اور آخرت میں ہونے کی صورت میں ابدی سکون اور راحت حاصل ہوگا، اس لئے اس دعا کے اہتمام کی صرف شب قدر میں ہی نہیں ہمیشہ ضرورت ہے اور اس میں یہ پیغام بھی ہے کہ خود دعا کرنے والے کو بھی دوسروں کے ساتھ معافی اور درگزر کا برتاؤ اختیار کرنا چاہئے، جس کو وہ بڑی لجاجت کے ساتھ اپنے رب سے مانگ رہا ہے۔

☆☆☆☆☆

......بقیہ صفحہ ۴ کا)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر وحضر کسی حالت میں ایام بیض (مہینہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ کے روزے) نہیں چھوڑتے تھے، اور اس کی تاکید فرماتے تھے، اور دنوں کے مقابلے میں عاشورا کا خاص اہتمام تھا، آپ ﷺ نے عاشوراء کا روزہ رکھا تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یہ دن تو یہود ونصاریٰ کے ہاں مقدس دن ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر آئندہ سال موقعہ ملا تو انشاء اللہ نویں کا بھی روزہ رکھیں گے۔

یوم عرفہ کو آپ ﷺ روزہ نہیں رکھتے تھے، آپ ﷺ کا معمول کئی کئی دن پے درپے روزہ رکھنے یا صوم دہر کا نہیں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کو صوم داؤد سب سے زیادہ پسند ہے، وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے، ایک دن چھوڑ دیتے تھے۔

آپ ﷺ کی یہ بھی عادت شریفہ تھی کہ گھر تشریف لے جاتے اور دریافت فرماتے کہ کچھ کھانے کو ہے؟ اگر جواب نفی میں ملتا تو فرماتے تو اچھا میں روزہ سے ہوں۔

وفات تک آپ ﷺ کا معمول رہا کہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے، ایک مرتبہ وہ رہ گیا تو شوال میں اس کی قضاء کی، ہر سال دس دن کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، لیکن جس سال وفات ہوئی اس سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال آپ ﷺ ایک مرتبہ قرآن مجید کا دور کرتے تھے، لیکن سال وفات دو مرتبہ دور کیا۔

☆☆☆☆☆

شاہ کلید

اعتدال ومیانہ روی: امت مسلمہ کی شان امتیازی

۴/ مئی ۲۰۱۲ء کو مسجد دار العلوم ندوۃ العلماء میں امام حرم مکی کا خطبہ جمعہ

خطاب: شیخ خالد الغامدی (امام کعبہ، مکہ مکرمہ)
ترجمانی: محمد فرمان ندوی

تمام تعریف اللہ ہی کو زیبا ہے، ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد چاہتے ہیں، اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اپنے نفس کے شر اور برے اعمال سے اسی کی پناہ میں آتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ راہ یاب کرے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے گمراہ کردے اسے کوئی راہ یاب نہیں کرسکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اس بات کی آرزو رکھو کہ تمہاری موت اسلام ہی پر ہو۔ [آل عمران: ۱۰۲] اے لوگو! اپنے اس پروردگار سے ڈرو، جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، پھر اس سے تمہارا جوڑا بنایا اور دونوں سے پوری آبادی پھیلادی، اس اللہ سے ڈرو جس کا نام لے کر تم سوال کرتے ہو اور رشتہ داریوں کا خیال رکھو، اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ [نساء: ۱] اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچی اور پکی بات کہو، اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو درست کردے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ کامیاب ہوگا۔ [احزاب: ۷۰، ۷۱]

اما بعد: سچا کلام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، بہترین طرز زندگی رسول اللہ ﷺ کا طرز زندگی ہے، بدترین امور نئی باتیں ہیں اور ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے، اے اللہ کے بندو! تقویٰ اختیار کرو، اور تنہائی اور مجمع میں اس کو یاد رکھو، غیب وشہود میں اس کا استحضار رکھو اور یاد رکھو! جو کجی راستوں پر چلتا ہے وہ بہادر نہیں ہے، بلکہ جو اللہ سے ڈرتا ہے وہی نیک بخت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس سعادت سے سرفراز فرمائیں۔

امت اسلامیہ آج سخت ترین حالات اور نازک ترین مرحلے سے گذر رہی ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ مرحلہ زیادہ دشوار گذار اور کٹھن ہے، مسائل بے شمار ہیں، مشکلات روز افزوں بڑھ رہے ہیں، تمنائیں اور آرزوئیں بھی عالم اسلام سے وابستہ کی جارہی ہیں، ایک مبصر حیران ہے کہ گفتگو کہاں سے شروع کرے، دین کے مسائل میں اہم ترین مسئلہ اور اس کے سنہرے نقوش میں ایک تابندہ نقش جس کا اس موقع پر تذکرہ کرنا چاہتا ہوں وہ اعتدال ومیانہ روی ہے، یہ مسئلہ ایسی زیادتی اور بے اعتدالی کا شکار ہے کہ اس کی وجہ سے تحریف کا عمل جاری ہے، دھوکہ دہی اور گمراہی اور دین کے احکام سے دوری یا اس کی غلط تشریح وتاویل اس کے نتیجہ میں وجود میں آگئی ہے، عقیدہ میں انحراف، فکر میں کجی، معاشرتی امراض اور عصبیت وتنگ نظری، اختلاف وانتشار کو اس کے ذریعہ ہوا مل رہی ہے۔

مسلمانو! اعتدال ومیانہ روی دین کے اہم ترین شعائر اور عظیم ترین خصوصیات میں ہے، بلکہ یہ نبوت کی بنیاد اور ہر خیر کا سرچشمہ ہے، امت کو ربانیت کی صفت سے مزین کرنے والی شئے ہے، یہ دائمی اور ابدی شریعت کا الٰہی رنگ ہے اور دائمی امت کو بقا عطا کرنے والی خوبی ہے، آپ کو معلوم ہے کہ وسطیت کیا ہے؟ وسطیت امت محمدیہ کی شان امتیازی اور اس کی عظیم ترین صفت ہے، اللہ رب العزت نے اس کا تذکرہ قرآن کریم میں کیا ہے، وسطیت ترقی یافتہ زندگی کے لئے دستور العمل ہے، دائمی فلاح کو پانے کا ذریعہ ہے، مطلوبہ سعادت تک پہنچنے کا راستہ ہے، بلکہ مسلمانوں کا باہمی اتحاد واتفاق اور دشمنوں پر ان کی فتح یابی اسی میں مضمر ہے، یہ ایک ربانی تحفہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو نوازا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اس طرح ہم نے تم کو ایک معتدل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہوں"۔ [البقرۃ: ۱۴۳]

فرزندان توحید! یہ مطلوبہ وسطیت دین کو اس کی اصلی شکل میں پیش کرنے کی ایک میزان ہے، اس کی بنیاد چند اصول اور کلیات پر ہے، جن کو اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے اور ترغیب دی ہے اور قرآن میں جابجا اس پر ابھارا بھی ہے، اس کا تذکرہ بے ضرورت نہیں ہے، اور نہ ہر خاص وعام شخص اس کو اختیار کرنے کا دعویٰ ہی کرسکتا ہے، کیونکہ عربی شعر ہے، جس کا مفہوم یہ کہ: ہر شخص لیلیٰ سے اپنی وابستگی کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن اس کا عمل اس کے برخلاف ہے، اسلئے لیلیٰ اس کو خاطر میں نہیں لاتی، دعویٰ پر جب تک دلیل نہ ہو تو دعویٰ بے بنیاد ہے۔ اللہ رب العزت نے اس وسطیت کا تذکرہ قرآن میں کیا اور رسول پاک علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے معمولات کے ذریعہ عملی شکل میں اس کو دکھادیا۔

اس وسطیت کی پہلی بنیاد نافعیت، صلاح و تقویٰ، استقامت اور اللہ تعالیٰ کی شریعت پر عمل کرنا ہے۔ امت مسلمہ امت وسط ہے، یہ خیر، صلاح، تقویٰ اور استقامت اور اللہ کی شریعت پر عمل کرنے والی امت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو مضبوطی کے ساتھ لیتی ہے اور اس پر بھاؤ تاؤ نہیں کرتی اور اس

سلسلہ میں کسی مادی مصلحت کو ترجیح نہیں دیتی، وہ اس کے اصول اور عقیدے سے ذرہ برابر بھی دستبردار ہونے کیلئے تیار نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: "تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو"۔ [آل عمران: ۱۱۰] ایک دوسری جگہ آیا ہے: جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ جم گئے تو ان کے لئے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم۔" [الاحقاف: ۱۳] مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: "اے ایمان والو! نہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے معاملات میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں، جبکہ حال یہ ہے کہ تم علم رکھتے ہو"۔ [الانفال: ۲۷]

مطلوبہ وسطیت کی دوسری بنیاد عدل و انصاف ہے، عدل و انصاف دوست کے ساتھ بھی اور دشمن کے ساتھ بھی، عدل وہ شئے ہے جس پر زمین و آسمان قائم ہے، امت مسلمہ اگر اس اصول کو عملی شکل دے گی تو وہ بہت سے خیرات و برکات سے مستفید ہوگی، امت محمدیہ کو اللہ رب العزت نے امتوں پر گواہی دینے والا صرف اس لئے بنایا ہے کہ یہ عدل و انصاف کو ہر لمحہ قائم کرنے والی امت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "ہم نے تم کو معتدل امت بنایا، تا کہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ ہوں"۔ [البقرۃ: ۱۴۳] ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "جب تم کوئی بات کہو تو انصاف کے ساتھ کہو، اگر چہ تمہارا کوئی قرابت دار ہی کیوں نہ ہو"۔ [الانعام: ۱۵۲] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو ان کے اہل کے پاس پہونچا دو اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں بہت اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے، وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے"۔ [النساء: ۵۸] ارشاد باری ہے: "اے ایمان والو! عدل کو قائم کرنے والے ہو جاؤ اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے، اگر چہ اپنے نفس، والدین اور قرابت داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی مالدار ہے یا غریب تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے مقابلے میں زیادہ قابل ترجیح ہے، خواہشوں پر عمل کر کے تم بے انصافی نہ کرو اور اگر تم روگردانی کرو گے، پیٹھ پھیرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے معاملات سے خوب واقف ہے"۔ [النساء: ۱۳۵] دوست و دشمن کے ساتھ عدل و انصاف، دور اور نزدیک رہنے والے شخص کے ساتھ انصاف، خوددار، باتوفیق اور شریف انسانوں کا شیوہ ہے اور بڑے لوگوں کے اخلاق کا حصہ ہے۔

مسلمانو! وسطیت اور اعتدال، باعزت زندگی کا دستور العمل ہے، اس کی تیسری بنیاد آسانی، مشقت کو دور کرنے، سہولت پیدا کرنے اور کشادہ دلی کے مظاہرہ پر ہے، یہ وہ صفات ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد بعثت میں ہیں، مشقت کے ساتھ وسطیت کا کوئی اعتبار نہیں، انتہا پسندی، غلو آمیزی، سختی کے ساتھ وسطیت ناقابل التفات ہے، تساہلی اور دشوار گذاری کے ساتھ وسطیت بھی ناپسندیدہ ہے، عصبیت اور اختلاف و انتشار کے ساتھ وسطیت قابل رد ہے۔ مسلمانوں کو مشقت میں ڈالنے اور ناقابل برداشت چیزوں کا ان کو مکلف بنانے کے ساتھ بھی وسطیت کارعبث ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا، اس سے پہلے بھی اور اس میں تا کہ رسول تم پر گواہ ہوں اور تم دوسری قوموں پر گواہ رہو"۔ [الحج: ۷۸] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ نرمی چاہتے ہیں، سختی نہیں چاہتے"۔ [البقرۃ: ۱۸۵] اور بخاری شریف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ دین آسان ہے اور جو بھی دین کے معاملے میں سختی برتے گا تو دین اس کو زیر کردے گا تو میانہ روی اختیار کرو، آہستہ چال چلو، بشارت قبول کرو، صبح و شام اور رات کے اعمال کے ذریعہ اللہ کی مدد چاہو۔ [بخاری: رقم، ۶۴۶۳]

مسلمانو! امت مسلمہ بابرکت اور مطلوبہ وسطیت کو اس وقت تک نہیں پاسکتی ہے جب تک وہ قرآن اور حدیث نبوی کو ہر معاملے میں حکم نہ بنائے، وہ صحابہ کرامؓ کے فہم سے استدلال کرے اور تابعین اور تبع تابعین اور علمائے امت کے استنباطات کو لائق اعتنا سمجھے، قرآن وحدیث پر عمل بھی وسطیت کے حصول کی علامت ہے، قرآن وحدیث کو اپنانا موجودہ شرور وفتن سے تحفظ کا ذریعہ ہے اور عقائدی اور فکری گمراہیوں، معاشرتی اور ثقافتی کجرویوں سے دور رہنے کا ایک وسیلہ ہے، قرآن وحدیث پر عمل وسطیت اور نافعیت کی پہچان ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو"۔ اللہ کی رسی قرآن وحدیث ہے۔ ایک دوسرے موقع پر آیا ہے کہ: "اگر تم رسول ﷺ کی اطاعت کرو گے تو تم راہ یاب ہو گے"۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: "ان کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ"۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دو چیزیں تم میں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے۔

اے کلمہ گو مسلمانو! مکمل خیر، مکمل ہدایت، مکمل نیکی اور مکمل اعتدال و میانہ روی قرآن وحدیث کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے اور ان پر عمل کرنے میں ہے، اور پورا شر وفساد، پورا انحراف کتاب وسنت کو چھوڑنے اور ان کی تعلیمات کو قول فیصل نہ ماننے اور دین میں بدعات ایجاد کرنے، لوگوں کے خود ساختہ نظریات کو قرآن وحدیث پر ترجیح دینے میں ہے، اس عمل کا اعتدال و میانہ روی سے کوئی تعلق نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اور آپ کے لئے قرآن کریم میں موجود برکتوں کے حصول کو آسان بنائے اور ہمیں اور آپ کو اس سے کما حقہ فائدہ پہنچائے، میں اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں، آپ بھی استغفار کیجئے، کیونکہ وہ مغفرت فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

☆☆☆

فکر و عمل

تین قوتوں کی ضرورت

علم، مال اور حکومت

مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی

کچھ اجمالی طور پر جانتے ہیں کچھ تفصیلی طور پر، یہ الگ بات ہے کہ ہر مسلمان کو اسلامی تاریخ سے ضرور واقف ہونا چاہئے، جو اپنے ماضی سے واقف نہیں ہوتا وہ مستقبل کا فاتح نہیں بن سکتا اور جو اپنی بنیاد سے واقف نہیں ہوتا وہ مضبوط اور بلند عمارت تعمیر نہیں کرسکتا، اسی وجہ سے جو لوگ ماضی کی تاریخ سے نابلد ہوتے ہیں وہ لوگ ہزار کوششوں کے باوجود ناکام رہتے ہیں، اس لئے آپ کی اور ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم لوگ اپنی بنیاد سے واقف ہوں، بنیاد تو بڑی لمبی چوڑی ہے، مختصراً چند باتیں ذہن میں رہنی چاہئیں مثلاً جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو ابتدا ہی سے مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا جس کو حضرت ورقہ بن نوفل نے فرما دیا تھا کہ جو تم حق لے کر آئے ہو، حق جب بھی آئے گا تو اس کی مخالفت کی جائے گی اور جب صحیح بات کی جائے گی تو لوگوں کو ناپسند ہوگی اور جب حق کا پرچار کیا جائے گا تو جو مخالفت باہر سے ہوئی، وہ تو ہوگی، لیکن اندر سے بھی ہوگی، مخالفتوں سے ڈرنا اور گھبرانا کام کرنے والوں کے لیے کوئی حقیقت نہیں رکھتا، گھبرانا اس کو نہیں چاہیے اپنے کام میں لگنا چاہیے، مخالفتیں چاہے جتنی بھی ہوں، آخیر میں فیصلہ اہل حق کے ہی حق میں ہوتا ہے، وقت کی بات ہوتی ہے کبھی جلدی اور کبھی دیر، لیکن ظاہر ہے اس میں ہماری کوششیں ہونی چاہئیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نظام ایسا رکھا ہے جس کو حضرت علیؓ نے آسانی سے سمجھایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو سمجھانے اور مسئلوں کو حل کرنے کی غیر معمولی صلاحیت عطا فرمائی تھی۔

ایک بار ایک شخص نے حضرت علیؓ سے آکر پوچھا تھا کہ ہم کو اختیار کتنا ہے اور کتنا نہیں ہے؟ یہ پیچیدہ سوال ہے، لیکن حضرت علیؓ نے ایک منٹ میں حل کردیا، اس سے کہا سامنے آجاؤ اور پیر اٹھاؤ، اس نے اٹھایا کہا دوسرا اٹھاؤ، کہا نہیں اٹھا پائیں گے، آپ نے فرمایا: بس یہی ہے، اس طرح حضرت علیؓ نے بات واضح کردی جو عقلمندوں کے لئے کافی ہے، لیکن ہم اس میں غور نہیں کرتے، اس لئے مسئلہ ادھورا رہ جاتا ہے، ہوتا یہ ہے کہ آپ اسی پیر کو لے لیجئے، اگر دونوں اٹھا کر چلیں گے تو اوندھے منھ گریں گے یعنی جس میں اختیار تھا اس کو اختیار نہیں کیا اور جس میں اختیار نہیں تھا اس کو اختیار کیا، تو اوندھے منھ گرے یا پھر دونوں پیر زمین پر رکھ کر چلیں گے اور اس میں بھی گریں گے، کیونکہ اس میں آسانی سے چلا نہیں جاسکتا تو معلوم یہ ہوا کہ ایک پیر اٹھائے اور ایک رکھے۔

اختیاری اور غیر اختیاری نظام

اسی طرح اختیار اور غیر اختیار کا ایک نظام چل رہا ہے، اب جو کوششیں ہمارے اختیار میں ہیں، وہ ہمارے اختیار میں ہیں، وہ ہم کرلیں پھر اللہ پر چھوڑ دیں، جیسے محنت ہم کریں، نتائج اللہ کے ذمہ، محنت ہم کریں نتائج اللہ دے گا، وہ اللہ پر چھوڑ دیں یا اسکو یوں سمجھ لیجئے کہ نیک بننا ہمارے ذمہ ہے جسکو کہتے ہیں صالح بننا اور مصلح بنانا اللہ کے ذمہ ہے، ہوتا یہ ہے کہ ہم مصلح بن جاتے ہیں تو اوندھے منھ گرتے ہیں، ہم صرف نیک بننے کی کوشش کریں بس، باقی مصلح خدا بنائے گا، جس کو مصلح خدا بناتا ہے وہ ترقی کرتا چلا جاتا ہے اور جو خود سے مصلح بنتا ہے وہ خود مسئلہ بن جاتا ہے، اس لئے یہ آج کا مرض ہوگیا ہے کہ ہر انسان مصلح بننا چاہتا ہے اور صالح بننے کی فکر نہیں ہے، سب یہ چاہتے ہیں کہ ہم رہبر بن جائیں، مصلح بن جائیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود اپنا تو نقصان کرتا ہی ہے، دوسروں کو بھی نقصان پہنچاتا ہے، لہٰذا آدمی کو سمجھ لینا چاہئے کہ کس چیز میں اختیار ہے اس کو بجالائے اور جس میں اختیار نہیں ہے وہ خدا کے حوالے کردے۔

جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کام کو آگے بڑھایا تو لوگ شیر وشکر ہوتے چلے گئے، انصار ومہاجرین یہ سمجھے کہ سگے بھائی ہیں، یہ اس مواخات اور بھائی چارہ کا نتیجہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار ومہاجرین کے درمیان قائم فرمایا تھا، یہاں تک کہ یہ بھی لگا کہ میراث میں بھی شرکت ہوجائے گی، لیکن اسلام چونکہ فطری دین ہے، اس لئے اس نے ہر غیر فطری چیز کو ختم کردیا، کسی کو بیٹا بنالینا غیر فطری ہے، آپ کسی کو بیٹا سمجھئے، بلکہ سب کو بیٹا سمجھئے اور اس کو اپنے گھر میں رکھئے، خوب خاطر کیجئے، لیکن بیٹا ہمارا، یہ ہو ہی نہیں سکتا، جیسے آپ ان کے سگے بھائی نہیں، لیکن آپ ان کو سگے بھائی سے بڑھ کر سمجھیں، لیکن سگا بھائی ہوجائے یہ ہو نہیں سکتا، آپ نے پہلے مواخات کرائی، بھائی بھائی بنادیا، جب مضبوط ہوگئے تو کہا آگے بڑھو، اپنے اخوت کے قافلہ کو آگے بڑھاؤ، یہاں تک کہ جو آتے گئے ان کو بھائی بناتے گئے، یہاں تک کے دلوں کو جوڑ دیا گیا، محبت پیدا ہوگئی، اس طرح جب قافلہ آگے بڑھا تو مصر، شام، افریقہ کے ممالک اور ادھر ماوراء النہر جو روس کہلاتا ہے ادھر پہلے اسلام گیا، وہ علاقے اپنی درشت مزاجی، سخت گیری اور جفاکشی میں بڑھے ہوئے تھے، بلکہ

مراکش میں ایک ایسی قوم ایمان لائی جس کے نام ہی سے خونریزی وسفاکی وابستہ ہوگئی تھی، آج تک بربریت زبانوں پر جاری ہے، حالانکہ بربر قوم جو مراکش وافریقہ کے علاقے میں آباد ہیں، مسلمان ہونے کے بعد انسانیت نوازی اور مساوات انسانی میں اپنی مثال ہیں، یہ اسلام کا وہ کارنامہ ہے جو فراموش نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ جب اسلام کا غلبہ ہوا تو بربریت ختم ہوگئی، اس نے سب کو بدل کر رکھ دیا گویا کہ ان کی بربریت کو ختم کردیا، پھر آگے بڑھ کر بعض علاقے وہ ہیں ان کی زبانیں ہی بدل گئیں، یہ کام اسلام کے علاوہ کسی اور کا نہیں ہوسکتا، یہاں تک کے عبرانی، سریانی، قبطی یہ سب زبانیں تھیں اور یہ بربری زبان اور اس کے علاوہ دیگر زبانیں تھیں، وہ تاریخ کا قصہ پارینہ بن گئیں، کوئی جانتا ہی نہیں، یہ سب زبانیں تھیں، یہاں تک کہ یہودیوں کی زبان عبرانی تھی اور وہ اس کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں جو ختم ہوچکی ہے، لیکن یہودیوں نے دوبارہ اس کو زندہ کرنے کی فکر کی ہے اور زندہ کررہے ہیں، تو ایک کارنامہ یہ ہے اور یہ کارنامہ ایسا ہے جو لوگ بھول جاتے ہیں ورنہ بہت بڑا کارنامہ ہے، اسلام نے پورے دو ملکوں کی زبانیں بدل دیں جیسے مصر میں عربی نہیں تھی، عربی ہوگئی، شام میں سریانی تھی عربی ہوگئی، لیبیا میں بربری تھی عربی ہوگئی، سوڈان میں عربی ہوگئی، لیکن جو علاقے دور تھے، وہاں اس کی طاقت کم ہوتی جاتی تھی، وہاں انھوں نے یہ کیا کہ زبان کو مسلمان کرلیا، یہ نہیں کیا کہ زبان کو بدل دیں، بلکہ زبان کو مسلمان کردیا، کیونکہ وہ زبان بڑی پرانی زبان تھی، مثلاً فارسی زبان ایران کی تھی تو اس کو ایسا بدل دیا کہ فارسی زبان خود پوری کی پوری مسلمان ہوگئی، فارسی زبان ایسی مسلمان ہوگئی کہ ہمارے مدارس کا جزو اعظم بن گئی کہ آج تک پڑھائی جارہی ہے۔

حالانکہ زبانیں ساری اللہ کی ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ساری زبانیں اللہ کی ہیں: ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ﴾ [الروم:۲۲] (اور اس کی نشانیوں میں سے ہے آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا اور تمہاری بولیوں اور رنگوں کا الگ الگ ہونا، اس میں بڑی نشانیاں ہیں)۔ اللہ تعالیٰ نے زبان بدل دی، اس میں بھی تمہارے لیے نشانیاں ہیں، ایران کی زبان کو مسلمان کرلیا گیا گویا کہ سرکاری زبان عربی ہی رہی اور فارسی بھی اسلام کی زبان رہی، یہاں تک کے ہندوستان کی سرکاری زبان بن گئی، پورے برصغیر کی سرکاری زبان بن گئی، بتانا یہ ہے کہ ان لوگوں نے زبان کو بدل دیا، پھر اس کو مسلمان کرلیا، یہ ایک اہم ترین کام تھا، کیونکہ زبان کے اثرات بہت پڑتے ہیں، اب اس کے بعد یہ ہوا کہ مسلمان زوال کے شکار ہوگئے، جو تقریباً ایک ہزار سال کا دور رہا، تقریباً پانچ سو سال کا دور تو ضرور سمجھ لیجیے یعنی ان کے مقابلہ میں دنیا میں کوئی تھا ہی نہیں، یہاں تک کے یورپ کے لوگ عربی زبان سیکھنے میں اور پڑھنے میں فخر محسوس کرتے تھے، جیسے کہ آج انگریزی سیکھنے اور پڑھنے میں محسوس کیا جارہا ہے، بالکل ایسے ہی یورپ کے لوگ عربوں کے پاس آکر خوشامد کرتے تھے کہ ہم کو عربی سکھادو اور سارے علوم مسلمانوں سے سیکھتے تھے، عربی کا وہی حال تھا جو اس زمانے میں یورپ کی زبان کا حال ساری دنیا میں ہے۔ آہستہ آہستہ پانسہ پلٹا، انھوں نے علوم وفنون کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مسلمانوں کو آپس میں دست وگریباں کرکے اور علوم سے بیگانہ کرکے الگ کردیا اور وہ سیکڑوں سال الجھتے رہے، سلجھتے رہے۔

یہ پوری تاریخ ہے، بتانا یہ ہے کہ ایک دور یورپ کا آیا اور پوری دنیا میں چھا گیا اور اس طرح چھایا کہ ان کی زبان اصل زبان قرار پائی اور وہ علوم جو مسلمانوں کے تھے اور مسلمانوں نے ہی ان کی بنیاد رکھی تھی، آگے بڑھایا، دنیا کو اس سے روشناس کرایا، علوم یورپ نے مسلمانوں سے سیکھے اور محنت کرکے آگے بڑھے، انھوں نے اس کے اندر سے اسلامیت کو ختم کرنے کی کوشش اور یہ محنت کی کہ اس کے اندر غیر اسلامی عناصر داخل ہوجائیں۔

عربی پر بھی انھوں نے محنت کی، مٹانے کی کوشش کی، وہ جانتے تھے جڑ یہی ہے، جڑ کاٹ دو پورا درخت سوکھ جائے گا، اس لئے اتنے تیر چلائے ہیں اس پر جس کو عربی والے ہی جانتے ہیں، عامی زبان کو رائج کرنے کی کوشش کی گئی، عربی زبان کو علاقائی زبانوں میں بانٹنے کی کوشش کی گئی، مختلف لہجوں میں بانٹنے کی کوشش کی گئی، لیکن عربی عربی ہے، جب تک وہ قرآن وحدیث سے جڑی ہے، جب تک قرآن تب تک عربی ہے اور قرآن کو کوئی بدل ہی نہیں سکتا، اسلئے عربی کو کوئی نقصان پہونچا ہی نہیں سکتا۔

زمانہ پلٹ گیا، آج بھی عربی زبان کا عروج ویسے ہی ہے، اس کو ختم نہیں کیا جاسکتا، جب تک قرآن ہے، تب تک عربی رہے گی، لیکن یہ ضرور ہوا کہ بہت سے پڑھے لکھے لوگوں کو اپنے کام کے لئے خریدا، ان سے اسلام کو نقصان پہونچانے والے کام کرائے اور جہاں جہاں ان کی حکومتیں تھیں خاص طور سے برصغیر میں، وہاں انھوں نے انگریزی سے محبت اور عظمت پیدا کرنے کی بھرپور کوششیں کیں، اور وہ اس میں کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے، نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزی زبان کا ایک لفظ بولنے میں فخر محسوس کرنے لگے، ہمارے بڑوں نے بتایا کہ جب انگریزوں کی حکومت ہندوستان میں تھی، اس وقت ایک انگریز جب راستے سے گزرتا تھا تو سارے مسلمان کھڑے ہوجاتے تھے، ہم نے دیکھا نہیں سنا ہے، اس پر ہم لوگ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم نے وہ دور نہیں دیکھا کہ انگریز جب گزرتا تھا تو سب کو سانپ سونگھ جاتا تھا، ایک معمولی گورا راستے میں گھر جارہا تھا، اس نے ایک مسلمان سے کھڑے ہوکر کہہ دیا How are you یا کوئی نام پوچھ لیا What is your name جب وہ گھر جاتے تو بولتے نہیں تھے، لوگوں نے کہا، بھائی کیا ہوا بولتے کیوں نہیں ہو؟ تو انھوں نے کہا، جانتے نہیں ہو آج انگریز نے مجھ سے کہا ہے کہ How are you تو اتنی سی بات میں اس وقت مست تھے کہ ہم اس لائق نہیں کہ ہم سے بات کریں، اتنا فخر محسوس کرتے تھے، کیا دور رہا ہوگا۔

بلکہ ہمارے ایک بزرگ فرماتے تھے کہ یہاں تک بات پہنچ گئی، ایک صاحب تھے، وہ کہا کرتے تھے کہ کتنے خوبصورت لوگ ہیں گوری چمڑی والے، ان کو اللہ جہنم میں کیسے ڈالے گا؟ یہ ہے پسماندگی، احساس کمتری اور مرعوبیت، اور جب تاثر ہوتا ہے تو بات کہاں تک پہنچ جاتی ہے، یہ دور تھا، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم نے وہ دور دیکھا نہیں، ورنہ اس دور کے کتنے مسلمان جہنم میں چلے گئے۔

اس لئے جب انگریزوں کی غلامی کی، ان کے راستوں پر پڑے تو نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے، اس لئے کہ وہ اللہ کے رسول کا مذاق اڑاتے تھے اور اسلام کا مذاق اڑانا تو آج تک جاری ہے یعنی سب کچھ ختم ہوجانے کے باوجود آج بھی اتنا تاثر ہے، عام بول چال میں لوگ کتنی انگریزی بولتے ہیں، آدھی انگریزی ہوتی ہے آدھی اردو، مجھے تو ہنسی آتی ہے کہ ایک لفظ بولیں گے کہ آپ کا نام کیا ہے، پھر وہی وہاں انگریزی کا لفظ بولنا شروع کردیں گے، ارے بھائی نہ انگریزی ہے نہ اردو، کیا بول رہے ہو اور یہ جو انگلش میڈیم کے طلبہ ہیں ان کی گفتگو سنئے آپ، اور آج کل مجھے بہت سننے کا موقع مل رہا ہے، کیونکہ آج کل ہم بچوں میں انعامات کا مقابلہ کرا رہے ہیں۔

تین طاقتوں کی ضرورت

ابھی جودھ پور، اورنگ آباد اور لکھنؤ کے کالجوں میں جا چکا ہوں تو لڑکوں سے تاثرات لیتے ہیں تو آدھی انگریزی اور آدھی اردو بولتے ہیں، عجیب ہے نہ ادھر کے ہیں نہ ادھر کے، اس سے نجات پانے، کھویا وقار واپس لانے اور عظمت رفتہ کو بحال کرنے کے لئے تین طاقتوں کی ضرورت ہے: ایک عہدہ، دوسرا مال اور تیسرا علم۔ عہدے میں قوت ہے، پیسوں میں قوت ہے اور علم میں قوت ہے، عہدے کی قوت اپنی جگہ ہے اس کا انکار نہیں کرتا، اس کے اندر طاقت ہے، پیسے کے اندر طاقت ہے اگر اس کا کوئی انکار کرے، تو غلط ہے۔

اور علم کے اندر بھی قوت ہے، اس کا کوئی انکار کرتا ہے تو غلط ہے، لیکن ان تینوں میں علم کی قوت سب سے زیادہ ہے، علم کی قوت کے آگے بڑے سے بڑے جھک جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے علم کے اندر طاقت رکھی ہے، علم دماغ ہے، عہدہ وحکومت ڈھانچہ ہے، مال چلنے دوڑنے کے لئے پیر اور سواری ہے، اگر جسم کے اندر طاقت ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے سارے کام وابستہ ہیں اور اگر پیر میں طاقت ہے تو چل سکے گا، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہے گا، اس لئے جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ مال پیر ہے کھڑے ہونے کے لئے، اور علم بڑے ہونے کے لئے ہے، اور عہدہ لوگوں کی رہنمائی اور سرکشوں کو درست کرنے کے لئے ہے، تو تینوں چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے طاقت رکھی ہے، اب تینوں چیزوں میں سے کچھ ہمارے پاس نہیں ہے، یعنی عہدہ ہمارے پاس نہیں ہے، پیسہ بھی عہدہ سے وابستہ ہے، عہدہ جب کمزور ہوتا ہے تو آدمی کے پاس پیسہ ہوتے ہوئے بھی آدمی کمزور ہوتا ہے، لیکن ایک چیز ہے علم، وہ بہرحال اپنے اندر آج بھی طاقت رکھتا ہے اور لوہا منوالیتا ہے اور جو قرآن شریف میں آتا ہے: ﴿لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ دین غالب آئے اور سارے دین مغلوب ہوں، تو یہ سب عہدے اور طاقت سے ہوگا اور دوسرا علم سے ہوگا یعنی تمام مذاہب علمی اعتبار سے کس مقام پر ہیں اور اسلام کس مقام پر ہے تو اسلام ظاہر ہے کہ سراپا علم کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ ایک سر کی حیثیت رکھتا ہے اور جتنے مذاہب ہیں وہ سب سر سے نیچے ہیں اور ظاہر ہے کہ سر، سر ہے، سر میں دماغ ہے جو سب کو چلاتا ہے، اس لئے ظاہر میں آدمی عقلمند ہو، اب اگر پیر سے کمزور ہے تو وہ بیٹھے بیٹھے بھی کام کر لیتا ہے، ہمارے ڈاکٹر آصف قدوائی نے بہت سی کتابیں لکھیں اور کیا قلم تھا اس اللہ کے بندے کا، ان کا حال کیا تھا، میں ان کے پاس حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کے ہمراہ کبھی کبھی جاتا تھا، تقریباً اٹھارہ سال کی عمر سے وہ بستر پر تھے اور ۶۹ سال تک ایک کروٹ پر رہے، پورا بدن ان کا زخمی ہوگیا، یہاں تک کہ اخیر وقت میں ہمارے حضرت مولاناؒ ان کے پاس گئے، اس سے پہلے کبھی انھوں نے شکایت نہیں کی، لیکن اس دن فرمایا: حضرت! برداشت نہیں ہوتا، دعا فرمادیجئے ایمان پر خاتمہ ہوجائے، لیکن سب لیٹے لیٹے کام کرتے تھے، کتاب کھول لیتے تھے، یوں ایک ہاتھ سے لکھتے تھے اور ایک ہاتھ سے پڑھتے تھے اور اس طرح پچاس سال تک کیا اور پچاس ساٹھ کتابوں سے زیادہ کے مصنف ہیں، یہ ہے دماغ، تو علم بہت وسیع چیز ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے پیسہ دیا ہے وہ طاقت ہے، اس سے چلتا ہے اور کھڑا ہوتا ہے اور عہدہ وحکومت رہبر ہے، اس سے رہنمائی کرتا ہے، لہٰذا

اب لڑائی کسی بھی طرح کی جائز نہیں جیسا کہ ایک زمانے سے رہا ہے کہ یہ انگریزوں کی زبان ہے کہ انگریزی سیکھی نہیں جائے گی، انگریزوں نے اس کی مخالفت کی، لیکن ہمارے علماء نے ایسا کیا تھا، لیکن اب وہ دور چلا گیا، اس وقت اس کی ضرورت تھی۔

اب انگریزی ہماری زبان ہے، اس لئے کہ ساری زبانیں خدا کی ہیں، ان سب زبانوں میں خدا کی نشانیاں ہیں: ﴿وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ﴾ تو اس میں نشانیاں الگ ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کو پہنچانے کی صورتیں الگ ہیں، ایسے ہی زبانیں الگ ہیں، تو جس طرح اُردو میں حمد وثنا ہوتی ہے، عربی میں حمد وثنا ہوتی ہے، اسی طرح ہندی اور انگریزی میں بھی حمد وثنا ہونی چاہئے، اللہ کی حمد مقصود ہے خواہ کسی زبان میں ہو، اب اگر کوئی صرف ہندی جاننے والا ہے، اردو نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ کی حمد کیسے کرے گا؟ تو اس کو ہندی میں کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کے لئے ہندی اجنبی نہیں ہے، وہ ساری زبانوں کا خالق ہے، اس کے لئے کوئی بھی مشکل نہیں ہے، تو ہمارے لئے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ ہم علم اور مال دونوں طاقتوں کو لے کر اس تیسری طاقت تک پہنچنے کی کوشش کریں اور اس کے ذریعہ سے اسلام کو عام کریں، یہ ہماری ذمہ داری ہے، کتنے ایسے لوگ ہیں جو کالجوں میں بھاگ رہے ہیں کہ انگریزوں کا دور چلا گیا، لیکن انگریزی کو چھوڑ گیا اور انگریزی کے جو اثرات ہیں ان کو چھوڑ گیا، اب ان کے اثرات کو اسلامی اثرات میں بدلنا ہے اور جس طرح فارسی کو مسلمان بنایا ہے، ایسے ہی انگریزی کو بھی مسلمان بنانا ہے اور یہ ہوجائے گا کچھ دنوں میں، کیونکہ اسلامی لٹریچر انگریزی میں بہت آرہا ہے، یہاں پر کام کم ہو رہا ہے باہر بہت زیادہ ہو رہا ہے، ایسا لگتا ہے کہ کچھ دنوں میں انگریزی زبان بھی اسلامی زبان ہوجائے گی، اتنا لٹریچر آرہا ہے، اب ہم لوگ بھی ان کی مدد کریں اور اپنے بچوں کو ان کی جھولی میں جانے سے پہلے بچالیں، کیونکہ اب بھی ان کی دو چیزیں ہیں، نمبر ایک زبان لائے ہیں نمبر دو اپنا کلچر لائے ہیں اور ہوتا یہ ہے کہ جب کسی کا غلبہ ہوتا ہے تو اس کا اثر باقی رہتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا کلچر بھی آتا ہے جیسا کہ ایک دور مسلمانوں کا آیا تھا، لوگ اس پر فخر کرتے تھے۔

دجال کی جنت

لیکن آج کے دور میں یہ ہمارے سارے کالج دجال کی جنت بنے ہوئے ہیں، اس کو میں کہا کرتا ہوں دجال کی جنت۔ حدیث شریف میں آتا ہے، جب دجال آئے گا تو اس کے ایک ہاتھ میں جنت ہوگی دوسرے ہاتھ میں جہنم اور اس کی جنت اصلاً جہنم ہوگی اور جو اس کی جہنم ہوگی وہ اصلاً جنت ہوگی اور جو اس کی جہنم میں جائے گا وہ اصلاً جنت کا مزہ پائے گا اور جو اس کی جنت میں جائے گا وہ جہنم کا مزہ چکھے گا، آج بھی ایسا ہی ہے۔ تو جو اس کلچر میں پھنسے ہوئے ہیں جو اصلاً جہنم ہے اور جو اسلامی کلچر میں ہیں لوگ ان کو دیکھ کر ترس کھاتے ہیں کہ کتنے غریب ہیں، ان کے پاس پیسہ کم ہے، یہ دیکھنے میں معمولی نظر آرہے ہیں اور جو اپر کلاس کے لوگ ان کے ساتھ ہوٹلوں میں نہیں جاتے Five Star ہوٹلوں میں اپنا فنکشن نہیں کرپاتے تو لوگ ان پر ترس کھاتے ہیں مگر حقیقۃً یہ لوگ ان پر ترس کھاتے ہیں کہ تم عیش وعشرت میں نظر آرہے ہو، لیکن تمہارا دل جہنم زار ہے اور ہم دیکھنے میں تھوڑا پریشان نظر آتے ہیں، لیکن ہمارا دل جنت کا نمونہ ہے، مگر یہ اس وقت ہوگا جب ہم لوگ صحیح اسلام پر ہوں گے، ورنہ ؎

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

یہ بھی ہوجاتا ہے، مگر جو صحیح دین پر ہے وہ بہت خیر میں ہیں، تھوڑی پریشانی تو ہے، لیکن کوئی خاص پریشانی نہیں ہے، تو ایسے میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کے کالجوں سے اپنے بچوں کو ہٹالیں اور اپنے کالج اسلامی کلچر کے ساتھ قائم کریں، اس میں شرمانے کی ضرورت نہیں ہے، بالکل پورے انتظام کے ساتھ اپنے کلچر کو لائیں، انگلش زبان میں سائنس آرہی ہے، اس کو صحیح طریقہ سے پڑھا کر اور ان سبھی کو مسلمان بنا کر ان کو کلمہ پڑھا دیا جائے جیسے فلسفہ کو کلمہ پڑھا دیا گیا اور یہ لکھا گیا ہے کہ ہمارے حضرت مولانا عبدالباری ندویؒ کے ہاتھوں فلسفہ مسلمان ہوگیا، جس طرح انھوں نے فلسفہ کو پیش کیا، ایسا لگا کہ گویا یہ ایک اسلامی فن ہے، ایسے ہی یہ سائنس اور یہ سب علوم ہمارے ہیں ان کی بنیاد مسلمانوں نے رکھی ہے، لیکن ہم لوگ اتنے نا آشنا اور اتنے جاہل ہوگئے کہ ہم کو کچھ معلوم ہی نہیں ہے۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''عمر خیام'' لکھی اور اس میں انہوں نے اس حقیقت کو واشگاف کیا کہ عمر خیام کیا تھا، جس کے بارے میں یورپ والوں نے بتایا کے وہ ایک گویا شاعر تھا اور اس کی غزلیات کا یورپ کی چودہ زبانوں میں ترجمہ ہوا، لیکن وہ اصلاً سائنس کا آدمی تھا، جب وہ سائنس پر کام کرتے کرتے تھک جاتا تھا تو لیٹ جاتا اور لیٹے لیٹے اشعار کہتا تھا، طبیعت کو تازہ کرنے کے لیے، تو ظاہر ہے کتنا بڑا آدمی رہا ہوگا، طبیعت کو تازہ کرنے کے لئے جو غزلیں لکھی وہ چودہ زبانوں میں ہیں اور جو اصلاً اس کا کام تھا، وہ سائنس ہے اور جب سائنس کے بارے میں اس کا ذکر کرتے ہیں تو صرف خیام کہتے ہیں، بیچارے مسلمان جانتے ہی نہیں خیام کیا ہے؟ اور جب غزلیات کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں عمر خیام تاکہ مسلمان جانے کہ وہ ساری زندگی ناچتا اور گاتا رہا، اس کے سوا کوئی کام نہ تھا اور جو اس کا کام تھا وہ سائنس کا تھا اور اس پر لکھا بھی جارہا ہے، وہ سارے علوم ہمارے ہیں اور جو علوم ہمارے ہیں ہم اس کو جس طرح چاہیں گے پڑھائیں گے حدیث میں آتا ہے: "الحكمة ضالة المومن حيث ما وجد فهو أحق بها" حکمت جو ہے وہ مومن کا گمشدہ مال ہے جہاں بھی ہے، وہ ہمارا ہے کھو گیا تھا، ہمارے باپ دادا کا یہ علم ہے، یورپ والوں نے ان کو اپنے ہاتھ میں لے کر خراب کر دیا اور اس کو صحیح کر کے جیسے ہمارے پاس تھا اس کو صحیح کریں گے اور اس کو آگے بڑھائیں گے، اس کو مارکیٹ میں لائیں گے اور ظاہر ہے کہ مارکیٹ کی چیز ہے اور مارکیٹ میں بکے گا، اس کو مزید کیسے قیمتی بنایا جائے، اور موتی ہے، آپ کو اس میں چھید کرنا بھی نہ آیا، آپ نے اس کو خراب کر دیا تھا، چھید کرنے کا فن ہے، اس میں چھید کرنے سے اس کی قیمت بڑھ جاتی ہے، اور اگر یہی علوم اسلامی Concept اور اسلامی کلچر کے تحت پڑھائے جائیں تو اس کا فائدہ اتنا پہنچے گا کہ پوری دنیا مالا مال ہو جائے گی، لیکن افسوس یہ ہے کہ اس وقت میڈیکل سائنس ہے، اس کے سرپرست اعلیٰ یورپ والے ہیں تو انہوں نے کہا میڈیکل سائنس کو پڑھنے سے آپ کی دونوں جیبیں بھر جاتی ہیں اور بینک بیلنس بہت ہوجاتا ہے، انہوں نے یہ سمجھا دیا اور پڑھنے کے لئے خوب خرچ کروایا اور آج پڑھ کر آئے تو ان کو لوٹنا سکھایا کہ غریبوں کو لوٹو اور ان کا خون چوسو، جس طرح تمہاری جیبیں ہم نے کاٹی ہیں اور تمہاری دولت ہم نے لوٹی ہے اسی طرح تم ان سے لوٹو۔

لیکن اگر مسلمان ہوتے تو ان کو بتاتے کہ تمہارا بینک بیلنس خدا کے یہاں بہت ہوجائے گا، اس لئے کہ انسان کی خدمت بہت بڑا کام اور انسانیت کو فائدہ پہونچانے والا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کو تمہاری برکت کا ذریعہ بنادے گا جو تم نے صحیح پیسہ لیا ہے تمہاری زندگی اچھی ہوجائے گی اور نہ جانے کتنوں کی زندگی اچھی ہوجائے گی، تو ایسے ہی سارے علوم ہیں اور ان سارے علوم پر اگر سرپرستی ہماری ہو تو سارے علوم چمک جائیں گے اور انسانیت کی خدمت میں وہ لگ جائیں گے اور ساری انسانیت کو راحت پہنچے گی، اس لئے ہماری ذمہ داری ہے جو اللہ نے ہمیں قوت دی ہے، چاہے علم کی قوت ہو چاہے مال کی قوت ہو، ان دونوں کو لگا کر آپ پوری انسانیت کی خدمت کے لئے تیار کریں، سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو امین بنایا ہے ان قوتوں کا، یعنی جس کو ذہین بنایا ہے وہ ذہن لگائے اور جسکو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے وہ مال لگائے، اور دونوں اگر مل جائیں نہ جانے کتنے اچھے نتائج سامنے آئیں، اور اس کے لئے نہ جانے کتنی کوششیں سامنے آرہی ہیں، بھوپال میں بھی میں چاہتا ہوں کہ اسی سطح پر کام ہوتا کہ وہ لوگ جو اپنے کو فرسٹ کلاس والے لوگ کہتے ہیں پیسے کی وجہ سے، وہ بھی جنت کے راستے پر پڑیں، ورنہ بعض دفعہ افسوس ہوتا ہے کہ غریبوں کے بچے خواہی نہ خواہی مجبوراً جنت کے راستہ پر ہیں اور جو بڑے گھرانے کے لوگ بڑے حسب ونسب والے لوگ ہیں وہ جان بوجھ کر جہنم کے راستے پر ہیں، یہ کیا معاملہ ہے، اتنی خطرناک بات ہے کہ آدمی سوچے تو ہل جائے، اسی وجہ سے میں نے جا کر کہا کہ یہ بچے خود بھی مدرسوں میں جا کر پڑھنا نہیں چاہتے ہیں، زبردستی کھینچ کھانچ کر ان کے ابا کے پاس پیسہ نہیں ہے تو ان کو مدرسہ میں جا کر داخل کر دو، مجبوراً ان کو جنت کے راستے پر ڈال دیا گیا اور جن کے پاس بہت پیسہ ہے، ان کے بچے بوجھ بوجھ کر جہنم والے راستے پر ہیں۔

ابھی ایک بڑی یونیورسٹی جانا ہوا تو کچھ پروفیسر لوگ بیٹھے تھے، ہاتھرس کی بات ہورہی تھی کہ وہاں بڑے لوگ مرتد ہورہے ہیں، وہاں پر دین کا کام ہونا چاہئے، میں نے کہا وہ بیچارے غریب لوگ ان کی آپ کو بہت فکر ہے اور کتنے پروفیسر یہاں مرتد اور جہنم کے راستے پر ہیں، ان کی کسی کو فکر نہیں ہے، ان کی بھی فکر ہونی چاہئے، جو مرتد ہیں ملحد ہیں اور جہنم کے راستے پر ہیں ان کی فکر نہیں ہے، اس لئے کہ ان کے پاس بہت پیسہ ہے اور بہت شاندار کوٹھیوں میں رہتے ہیں اور بڑے بڑے ہوٹلوں میں فنکشن کرتے ہیں، محض اسی سے وہ جنت کے راستے پر نہ پہنچ جائیں گے، یہ تو فرعونی بات ہوئی جس طرح فرعون نے کہا تھا: ﴿هَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِن تَحْتِي ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ﴾. جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا: میاں! کیا تم نے لوگوں کو غلط راستے پر بہکا کے ڈال رکھا ہے؟ تو فرعون نے یہی کہا تھا کہ یہ کوٹھیاں، یہ محل، یہ باغات، یہ نہریں ہونے کے باوجود بھی تم مجھے ایسا الزام دیتے ہو، یہ سب کچھ میرے پاس تو ہے اور یہ سب اس بات کی علامت ہے کہ میں جنت میں سب سے اونچے مقام پر ہوں گا، یہ دھوکا ہے، بہت بڑا اور یہ فرعونی سوچ ہے، ضرورت اس کی ہے کہ ہم اپنے آپ کو اس بات کے لئے تیار کریں اور ایک جٹ ہو کر یہ کام کریں، تو نہ جانے کتنے بچے جنت کے راستے پر آجائیں گے اور اللہ تعالیٰ ہم کو کامیاب کرے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

فقہ و فتاویٰ

سوال و جواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

سوال: اگر کوئی شخص نیند سے بیدار ہو کر یہ سمجھتے ہوئے سحری کھالے کہ یہ سحری کا وقت ہے، حالانکہ وقت ختم ہو چکا تھا، بعد میں جب اس نے گھڑی دیکھی تو معلوم ہوا کہ سحری کا وقت پہلے ختم ہو چکا تھا، اور لوگوں نے جماعت سے نماز فجر بھی ادا کر لی تو اب اس صورت میں کیا کرے؟

جواب: اس صورت میں روزہ نہیں ہوگا اور رمضان کے بعد قضا کرنی پڑے گی البتہ یہ شخص اس دن عام روزہ داروں کی طرح بغیر کھائے پیے اور جماع کے گزارے گا۔ [بدائع الصنائع: ۲/۱۰۳]

سوال: ایک شخص کو یقین ہے کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے، لیکن سحری کھانے کے بعد معلوم ہوا کہ سحری کا وقت ختم ہو چکا ہے، کیا اس شخص کا روزہ ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر کیا کرنا ہوگا؟

جواب: اس شخص کا روزہ نہیں ہوگا کیونکہ غلطی واضح ہو گئی کہ طلوع صبح صادق کے بعد سحری کھائی ہے، البتہ اس پر صرف قضا لازم ہوگی، کفارہ نہیں۔ [فتاویٰ قاضی خاں: ۱/۲۱۴]

سوال: اگر کسی شخص کو طلوع صبح صادق میں شک ہو کہ ہوئی ہے یا نہیں، اس کے باوجود وہ سحری کھالیتا ہے تو ایسے شخص کا روزہ ہوگا یا نہیں؟

جواب: طلوع صبح صادق کے بارے میں شک ہو جائے تو سحری نہیں کھانا چاہئے لیکن اگر کھالے تو روزہ ہو جائے گا، لیکن اگر طلوع صبح صادق کے بارے میں شک کے بجائے گمان غالب ہو، اس کے باوجود سحری کھالے تو اس صورت میں روزہ صحیح نہیں ہوگا اور اس روزہ کی قضا کرنی پڑے گی۔ [بدائع الصنائع: ۲/۱۰۶]

سوال: اگر کوئی شخص رمضان کے روزہ کے لئے سحری کھالے اور روزہ کی نیت کر لے، اس کے بعد غلطی سے بیوی سے ہم بستر ہو جائے تو کیا اس شخص کا روزہ ہوگا یا نہیں؟ کیا قضاء و کفارہ دونوں کرنا پڑے گا؟

جواب: سحری کھانے کے بعد بیوی سے ہم بستر ہوا اور ابھی طلوع فجر نہیں ہوا کہ اس عمل سے فارغ ہو گیا تو اس صورت میں روزہ ہو جائے گا، لیکن اگر اسی حال میں طلوع فجر ہو گیا تو روزہ نہیں ہوگا اور اس پر قضا لازم ہوگی، البتہ کفارہ لازم نہیں ہوگا، کیونکہ کفارہ روزہ شروع ہونے کے بعد عمداً روزہ توڑنے سے لازم ہوتا ہے، یہاں ابھی روزہ شروع ہی نہیں ہوا ہے، اس لئے کفارہ نہیں ہوگا۔ [رد المحتار: ۳/۲۶۹، ۲۷۰]

سوال: روزہ دار کے منہ میں اگر تھوک جمع ہو جائے اور وہ نگل جائے تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا، کیا صرف قضا لازم ہوگی یا کفارہ بھی ہوگا؟

جواب: روزہ دار کے منہ میں تھوک جمع ہو جائے اور وہ نگل جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، ہاں! اگر تھوک پھینک دے پھر چاٹ جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس صورت میں صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں، کیونکہ تھوک چاٹنے سے انسانی طبیعت انکار اور ناپسند کرتی ہے، ہاں! اگر کوئی تھوک کو رغبت سے چاٹتا اور کھاتا ہے اور اسے اس میں لذت محسوس ہوتی ہے تو فقہاء نے لکھا ہے کہ اس صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔ [بدائع الصنائع: ۲/۹۹، رد المحتار: ۳/۴۱۰]

سوال: اگر گرمی کی شدت سے روزہ دار کا حلق خشک ہو رہا ہو اور زبان تالو سے چپک رہی ہو اور وہ راحت حاصل کرنے کے لئے کلی کر رہا ہو تو کیا اس کی اجازت ہوگی؟ کیا روزہ میں کراہت تو نہیں آئے گی؟

جواب: گرمی کی شدت کی وجہ سے روزہ دار اگر کلی کرے اور جسم پر پانی بہائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، امام بخاریؒ نے حضرت حسن بصریؒ کا قول نقل کیا ہے: قال الحسن: "لا باس بالمضمضة والتبرد للصائم". (روزہ دار کے لئے کلی کرنے اور ٹھنڈک حاصل کرنے کی اجازت ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔ [فتح الباری: ۴/۱۵۴] ہاں! اگر بے ضرورت کلی کی جائے تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کے لئے وضو کے علاوہ بلا ضرورت کلی کرنا مکروہ ہے۔ [بدائع الصنائع: ۲/۱۰۷]

سوال: روزہ دار وضو میں یا اس کے علاوہ وقت میں کلی کرے اور زبان میں تراوٹ باقی ہو پانی نہ ہو، بلکہ اس کا اثر ہو اور وہ گھونٹ لے تو کیا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟

جواب: کلی کرنے کے بعد منہ میں جو تری رہ جاتی ہے یعنی پانی نہیں ہوتا بلکہ اس کا اثر رہتا ہے تو اس کے نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے، کیونکہ اس سے بچنا مشکل بھی ہے اور تری تھوک میں مل جانے کی وجہ سے تھوک کے حکم میں ہے اور تھوک منہ میں ہو اور اس کو روزہ دار نگل جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ [رد المحتار: ۲/۳۹۶]

سوال: روزہ کی حالت میں کسی کی نکسیر پھوٹ جائے تو اس سے روزہ فاسد تو نہیں ہوگا؟

جواب: نکسیر پھوٹنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے، حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "انما الافطار بما دخل ولیس مما خرج". (روزہ اس صورت میں ٹوٹتا ہے جبکہ کوئی چیز اندر داخل ہو جائے نہ کہ اس سے جو اندر سے باہر آ جائے) نکسیر جب پھوٹتی ہے تو خون اندر سے نکلتا ہے اس لئے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ [مجمع الزوائد: ۳/۱۶۷]

☆☆☆

اعمال رمضان

آخری قسط

مومن کا رمضان

فیصل احمد بھٹکلی ندوی

ذکر کا اہتمام

اسی طرح رمضان المبارک میں ذکر کثرت سے کیا کریں، ویسے ہر وقت ذکر کرتے رہنا چاہیے، حدیث میں آتا ہے: "کان یذکر اللہ علی کل احیانہ". (مسلم، رقم ۳۷۳۰) یعنی حضور ﷺ ہر وقت ذکر کیا کرتے تھے۔ ہر وقت آدمی ذکر کرتا رہے۔ جہاں تک عورت کا تعلق ہے تو ذکر میں یہ بھی ضروری نہیں کہ عورت پاک ہو، ایام ماہواری میں بھی ذکر کر سکتی ہے، صرف قرآن پڑھنا اور چھونا منع ہے۔ قرآن کی آیات ذکر کے طور پر دعا کے طور پر پڑھنا منع نہیں ہے، اس لیے دعاؤں کا، ذکر و اذکار کا اہتمام کریں۔ حدیث میں آتا ہے چار چیزوں کی کثرت اس مہینے میں ہونی چاہیے، استغفار، کلمۂ توحید، جنت کا سوال، جہنم سے پناہ۔ ان چاروں چیزوں کی کثرت کا حدیث میں حکم دیا گیا ہے (صحیح ابن خزیمہ حوالہ سابق) اس کا بھی اہتمام کریں اسی وجہ سے بعض جگہوں پر رمضان میں فرض نمازوں کے بعد عموماً لوگ یہ پڑھتے ہیں: "لا الٰہ الا اللہ استغفر اللہ أسألك الجنة وأعوذ بك من النار".

تلاوت قرآن کا اہتمام

قرآن پاک کو رمضان سے خاص مناسبت ہے، یہ خود رمضان میں نازل ہوا: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾. (بقرہ: ۱۸۵) اس لیے رمضان میں قرآن پاک کا خاص اہتمام کریں کثرت سے اس کی تلاوت کریں، یہاں تک کہ آدمی خود محسوس کرے کہ ہمارے اندر اب طاقت نہیں تلاوت کرنے کی....

آدمی کو تلاوت میں مشغول رہنا چاہیے اور رمضان کے ایام میں عورتوں کو اس کا زیادہ موقع ملتا ہے کہ نہ کھانا پکانے کی ضرورت، نہ کاموں کا ہجوم، اس لیے فجر کی نماز پڑھ کر ضرورت ہو تو کچھ دیر آرام کرے، پھر تلاوت میں مشغول ہو جائے، گھر میں کوئی زیادہ کام نہیں ہوتا، ذرا فکر کرے تو عمل میں آسانی ہوتی ہے، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے اپنے گھر کی عورتوں کے بارے میں لکھا ہے کہ ہمارے گھر کی عورتیں دوسرے گھریلو کام کاج کے ساتھ روزانہ دس پندرہ پارے پڑھ لیتی ہیں، اور یہ کوئی مشکل نہیں ہے، مرد تو گھر سے نکلتے ہیں، عورتوں کو وہ بھی کام نہیں ہوتا۔ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ جنھوں نے دعوت و تبلیغ کا یہ کام شروع کیا، ان کی والدہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ رمضان میں روزانہ چالیس پارے پڑھا کرتی تھیں ان کا یہ معمول تھا، یعنی روزانہ ایک قرآن پاک ایک بار اور مزید دس پارے (مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت، ص/ ۱۴۱) اگر ہم اس طرح پڑھیں تو ہمارے بچوں کے اندر بھی عادت ہو جائے گی۔ گھر میں اگر ہم اپنا معمول بنائیں تو ایسا ماحول آسانی سے پیدا ہو سکتا ہے۔

خواتین اور تراویح

اسی طرح عورت تراویح کا بھی اہتمام کرے۔ تراویح کے سلسلے میں بہت سی عورتیں یہ سمجھتی ہوں گی کہ تراویح ہمارے لیے نہیں ہے، بہت سی عورتیں تراویح کا اہتمام کرتی ہیں اور بہت سے گھروں میں تراویح ہوتی ہے، لیکن جتنی تعداد میں عورتوں کو ہونا چاہیے ایسا نہیں ہوتا، اہتمام تو ہو، لیکن یہ خیال رہے کہ عورتیں بہت دور دور تک نہ جائیں اور دور جانے کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے، ہر محلے میں اور متعدد جگہوں پر اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔ اس لیے اپنے محلے میں قریب میں جہاں تراویح ہوتی ہے، جہاں حافظہ ہوتی ہے، وہیں جائیں، اگر گھر میں بچی حافظہ ہو تو گھر میں انتظام کریں، دوسری جگہ جانے کی ضرورت نہیں، حدیث میں آتا ہے کہ تراویح کو اللہ نے سنت کیا ہے: "جعل اللہ صیامہ فریضةً وقیام لیلہ تطوعاً" (بیہقی) اللہ نے رمضان کے دن کے روزوں کو فرض کیا ہے اور رات کی تراویح کو سنت کیا ہے۔ تراویح تہجد کے علاوہ مستقل نماز ہے جس کو تراویح کہتے ہیں اسی کو یہاں مطلق بیان کیا گیا ہے۔ جس طرح روزہ فرض ہے مردوں اور عورتوں پر، اسی طرح تراویح بھی دونوں کے لیے سنت ہے، اس میں عورتوں کو بھی اہتمام کرنا چاہیے۔ حضور ﷺ کے زمانے میں بھی بعض عورتیں اپنے گھروں میں نماز پڑھایا کرتی تھیں ان میں ام ورقہ بنت عبداللہ بھی تھیں ان کو ام ورقہ بنت نوفل بھی کہا جاتا تھا، وہ حافظہ تھیں، انہوں نے پورا قرآن یاد کیا تھا حضور ﷺ نے ان کو عورتوں کا امام مقرر کیا تھا کہ گھر میں نماز قائم کریں، تو وہ نماز پڑھایا کرتی تھیں۔ (مسند احمد: ۶/ ۴۰۵) وہاں عام نمازوں کا بیان ہے، لیکن ہم اگر تراویح کے لیے بھی اس کا اہتمام کریں، تو انشاء اللہ سنت پر عمل ہوگا اور بڑی فضیلت حاصل کریں گے اس لیے اس کا اہتمام کریں اور اپنی بچیوں کو حافظ بنائیں پھر وہ اپنے گھروں میں تراویح پڑھانے لگیں۔

تہجد کا اہتمام

اسی طرح رمضان میں تہجد کا بھی اہتمام ہو، تہجد

بقیہ دنوں میں بھی سنت ہے۔ رمضان میں تو اٹھتے ہی ہیں، بہت سے مرد عورتیں اس کا اہتمام بھی کرتے ہوں گے، جو نہیں کرتے ان کو بھی اس کا اہتمام کرنا چاہیے، چار رکعت، آٹھ رکعت جتنا ہو سکے تہجد کی نیت سے ضرور پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر بہت بڑا ثواب عطا فرمائیں گے۔ کچھ منٹ پہلے اٹھ جائیں تو تہجد کے نام سے رات میں چند رکعت نماز پڑھ لیں۔

چاشت کی نماز کا اہتمام

چاشت اور دوسری نوافل کا بھی اہتمام کریں۔ رمضان میں ثواب بڑھ جاتا ہے، بالخصوص چاشت کی نماز کا اہتمام ہونا چاہیے، اس کا وقت شروع ہوتا ہے طلوع آفتاب کے بعد، اور زوال تک رہتا ہے، لیکن افضل یہ ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: "صلاۃ الضحی حین ترمض الفصال" (مسلم، رقم ۷۴۸) یعنی چاشت کی نماز اس وقت پڑھی جائے جب اونٹنی کے بچے کے پاؤں کو گرمی لگے۔ یعنی زیادہ گرم وقت میں نماز پڑھیں یعنی دس گیارہ بجے کے قریب۔ عورتوں کے لیے تو یہ بہت آسان ہے کہ گھر میں بیٹھی رہتی ہیں، مردوں کے لیے تو مسجد میں پڑھنا ہے تو آسان یہ ہے کہ فجر کے بعد مسجد میں بیٹھا رہے اور طلوع آفتاب کے بعد نماز پڑھ کر نکلے تو حدیث میں آتا ہے: "کانت لہ کاجر حجۃ" (ترمذی، رقم ۵۸۶) یعنی مبرور حج کا ثواب دیا جاتا ہے، عورتیں بھی اس کا اہتمام کریں۔ خصوصاً رمضان میں اس کا اہتمام رہے۔ اس وقت کام بھی نہیں ہوتا چار رکعت آٹھ رکعت پڑھ لیا کریں، ام ہانی حضور ﷺ کی چچا زاد بہن تھیں، وہ روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ مکہ میں ان کے گھر آئے اور وہاں انھوں نے صلاۃ الضحی کی آٹھ رکعتیں پڑھیں (بخاری و مسلم) اس لیے عورتوں کو بھی اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

صدقہ و خیرات کا اہتمام

اسی طرح رمضان میں صدقہ وخیرات کا اہتمام کرنا چاہیے، ویسے صدقہ وخیرات کی عادت ہر وقت ہونی چاہیے ہمیشہ ہماری عادت ہو کہ دوسروں کو دیں، ان پر خرچ کریں، اللہ کے راستے میں نکالیں، ہمارے لیے روپیہ پیسہ نکالنا آسان ہو جائے، اس لیے موقع ہے کہ رمضان میں اس کی عادت ڈالیں۔ حضور ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ: "کان رسول اللہ ﷺ أجود الناس، وکان أجود مایکون فی رمضان" (متفق علیہ) یعنی آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی اور داتا تھے اور آپ ﷺ کی یہ سخاوت رمضان میں بڑھ جاتی تھی، آپ ﷺ صدقہ اتنا کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے پاس کچھ بچتا ہی نہیں تھا، اور کتنی صحابیات کے بارے میں ملتا ہے کہ بہت خرچ کرتی تھیں آج کل اس میں کوتاہی ہو رہی ہے۔ حضرت عائشہؓ جن کو ہم جانتے ہیں اور جن کا نام لیتے رہتے ہیں عالمہ، صالحہ، صابرہ تھیں، حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی تھیں ان کے بارے میں آتا ہے کہ بہت زیادہ صدقہ کیا کرتی تھیں، یہاں تک آیا ہے کہ ایک مرتبہ ستر ہزار درہم ہدیے میں آئے، انھوں نے سب کو خیرات کر دیا۔ (طبقات ابن سعد: ۱۰/ ۶۶)۔ اللہ کے راستے میں خرچ کرنا ان کے لیے بہت آسان تھا، چنانچہ وہ تمام درہم اللہ کے راستے میں خرچ کر دیے۔ عام طور پر عورتوں میں بخل بھی زیادہ ہوتا ہے، ان کے اندر مال کی محبت کچھ زیادہ ہوتی ہے، اس لیے حضور ﷺ خاص طور پر عورتوں کو خرچ کرنے کی تاکید فرماتے تھے۔ حضرت عالیہؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ زیادہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والی عورت تھیں۔ (الاصابہ: ۷/ ۱۷۸)۔

جب آیت ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضاً حَسَناً﴾ (بقرہ: ۲۴۵) نازل ہوئی یعنی اللہ کو قرض دو، تو اللہ اس کے لیے زیادہ اجر دے گا، اللہ کو قرض دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے راستے میں خرچ کریں۔ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے مال ضائع نہیں ہوتا، انسان کسی کو قرض دے تو ضائع کہاں ہوگا وہ تو واپس ملے گا، تو ہم نے اللہ کو قرض دیا ہے اللہ ہم کو اور بہتر طریقے پر واپس دے گا، اور اللہ ہم کو زیادہ دینے والا ہے، اللہ مغفرت واجر عظیم کے ذریعے واپس دے گا۔ جب یہ آیت اتری تو حضرت ابوالدحداح حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا اللہ نے ہم سے قرض مانگا ہے، میرے پاس باغ ہے، میں نے اس کو وقف کر دیا، آپ اس کو تقسیم کر دیں، لکھا ہے کہ باغ تھا جس میں کھجور کے چھ سو درخت تھے، اور اسی میں ان کا گھر تھا، لیکن انہوں نے گھر آ کر بیوی کو آواز دیتے ہوئے کہا: ام دحداح! میں نے یہ باغ اللہ کے راستے میں دے دیا ہے تم یہاں سے نکلو ہم کہیں اور جگہ جا کر رہیں گے تو وہ بہت خوش ہوئیں اور کہا: بڑا اچھا سودا کیا تم نے، بہت مبارک ہو (تفسیر ابن ابی حاتم: ۱/ ۲۶۲) انہوں نے اس طرح نہیں کہا کہ ہم کہاں جائیں۔ رمضان میں آپ ؐ خیرات وصدقات کثرت سے کیا کرتے تھے۔ آپ ؐ کے اور صحابہ کے واقعات کو سن کر صدقات وخیرات کا جذبہ پیدا کریں اور خوب سے خوب اللہ کے راستے میں خرچ کریں۔

آخری عشرے میں عبادت کا زیادہ اہتمام

اسی طرح رمضان کے متعلق روایت میں آتا ہے کہ اس کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے، دوسرا مغفرت کا، تیسرا جہنم سے خلاصی کا (ابن خزیمہ حوالہ سابق)۔ رمضان کے بارے میں آپ فرماتے ہیں: "فیہ لیلۃ

خیر من الف شھر، من حُرِم خیرھا فقد حُرِم۔" (احمد: ۲/ ۲۳۰) یعنی رمضان کے مہینے میں ایک رات ایسی ہے جو اس رات میں محروم ہو وہ پورے خیر سے محروم ہوا اور خیر سے محروم ہونا حقیقتاً محرومی ہے، دوسری روایت میں صاف آتا ہے کہ یہ رات رمضان کے آخری عشرے میں آتی ہے (بخاری و مسلم) اس رات میں عبادت کی خاص فضیلت اور بہت ثواب ہے۔ یہ رات چھپائی گئی ہے اگر متعین ہوتی تو لوگ اس خاص رات میں عبادت کرتے اور بقیہ راتوں کو چھوڑ دیتے، تو اللہ کا بہت بڑا فضل ہے کہ اس کو ہمارے لیے چھپا دیا ہے اور اس کو مخفی رکھا ہے، تاکہ ہم سب راتوں میں اللہ کی عبادت کریں۔

حدیث میں آتا ہے رمضان کے آخری عشرے میں لیلۃ القدر کو تلاش کیا کرو (حوالہ سابق)، لیلۃ القدر کیا ہے؟ قرآن میں پوری سورت اس کے لیے اتری ہے: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ، وَمَا أَدْرَاکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ.. الخ﴾ تمہیں معلوم بھی ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ کیسی عظیم دولت ہے، کیسی بڑی چیز ہے، تمہیں معلوم نہیں ﴿لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَھْرٍ﴾. لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، ہزار مہینوں سے بھی بہتر کہا گیا، ہزار مہینوں کے برابر بھی نہیں کہا گیا، کتنی بہتر ہے وہ ہم نہیں جانتے، بہت بہتر ہے اور ہزار مہینے ۸۴ سال سے بھی زائد ہوتے ہیں۔ یعنی ایک رات میں آدمی عبادت کرے تو ۸۴ سال اللہ کی عبادت کا ثواب ملتا ہے، وہ بھی کم سے کم، اس سے بھی بہتر ہے، ایک رات کی عبادت سے اتنے سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے، اگر کئی راتیں ایسی مل جائیں تو سینکڑوں اور ہزاروں سال اللہ کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ اس لیے اس کا بہت اہتمام کریں۔ حضور ﷺ خود بھی اس کا اہتمام کرتے تھے اور اس کی تاکید بھی کرتے تھے، حدیث میں آتا ہے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے: "کان النبی ﷺ اذا دخل العشر شد مئزرہ وأحیا لیلہ وأیقظ أھلہ" (متفق علیہ) حضور ﷺ جب آخری عشرہ آتا تھا تو عبادت کے لیے پوری طرح تیار ہو جاتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے، اپنی ازواج کو بھی اٹھاتے تھے کہ عبادت کرو، خود بھی جاگ کر نمازیں پڑھتے، اور اپنے گھر والوں کو بھی ترغیب دیتے تھے، اور دوسری روایتوں میں آتا ہے کہ: "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجتھد فی العشر الأواخر مالا یجتھد فی غیرہ". (مسلم، رقم ۱۱۷۵) یعنی آخری عشرے میں اتنا اہتمام کرتے تھے کہ رات کی عبادت کے لیے جتنا اہتمام دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے، اتنی عبادت کرتے تھے کہ حضور ﷺ کے پاؤں سوج جاتے تھے، ورم آ جاتا تھا، اتنی دیر تک کھڑے رہتے تھے کہ ایک ایک رکعت میں سورۃ بقرہ، سورہ آل عمران اور سورہ نساء پڑھتے تھے (مسلم وابوداود)، حضور ﷺ کا تو کوئی گناہ ہی نہیں تھا، اگر چھوٹی چھوٹی کوتاہیاں ہو بھی گئی تھیں تو پہلے ہی اللہ نے ان کو معاف کر دیا تھا، اسی لیے صحابہؓ کہتے تھے، بہت سے صحابہؓ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ ؐ کے پاؤں سوج جاتے ہیں حضور! آپ کو اتنی محنت کرنے کی کیا ضرورت؟ آپ کے تو اللہ نے تمام گناہ معاف کر دیے ہیں، حضور ﷺ فرماتے تھے "أفلا أکون عبداً شکوراً" (بخاری ومسلم) کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں، یعنی اسی لیے میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں کہ اللہ نے میرے گناہ معاف کر دیے ہیں، اسی کے شکریے کے طور پر میں عبادت میں اتنی محنت کرتا ہوں۔

اعتکاف

اسی طرح حضور ﷺ اعتکاف بھی کیا کرتے تھے اور اعتکاف ایسی سنت ہے کہ حضور ﷺ نے جب سے شروع کیا پوری زندگی اس کا اہتمام کیا ہے، بہت سی سنتیں ایسی ہیں کہ حضور ﷺ ان سنتوں کا بہت زیادہ اہتمام نہیں کرتے تھے کہ کہیں وہ فرض نہ ہو جائیں۔ حضور ﷺ اگر کسی چیز کا بہت اہتمام کرتے تو صحابہؓ بہت شوق اور رغبت کا اظہار کرتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطرہ ہوتا کہ صحابہؓ کا شوق دیکھ کر کہیں یہ فرض نہ کی جائے، اسی لیے حضور ﷺ سنت کبھی کبھار چھوڑ دیا کرتے تھے، لیکن لوگوں کو ترغیب ہے کہ وہ نہ چھوڑیں، کیونکہ حضور ﷺ کے عمل اور اہتمام اور صحابہؓ کی رغبت سے وہ سنت سے فرض بن جایا کرتی تھی، اسی لیے حضور ﷺ مصلحت اسی میں سمجھتے تھے کہ پابندی سے نہ کریں، تراویح بھی حضور ﷺ نے پابندی سے اسی لیے نہیں پڑھی، لیکن منشا یہی تھا کہ لوگ پابندی سے پڑھا کریں۔ حضور ﷺ نے جب اس کو شروع کیا تو صحابہ کرامؓ میں بہت زیادہ اہتمام ہوا، اس لیے حضور ﷺ نے مناسب نہیں سمجھا کہ اس پر پابندی کریں کہ کہیں فرض نہ ہو جائے اور پھر لوگوں کے لیے اس پر عمل کرنا دشوار ہو جائے، لیکن امام زہری فرماتے ہیں کہ اعتکاف ایسا عمل ہے کہ حضور ﷺ نے جب سے اس کو شروع کیا تو اخیر تک یعنی انتقال تک اس کی پابندی کی ہے جس سال انتقال ہوا ہے اس سال بیس دن کا اعتکاف کیا۔ (متفق علیہ)

حضور ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ عام طور پر عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ اعتکاف مردوں ہی کا کام ہے، یہ غلط فہمی ہے، بلکہ عورتوں کے لیے اعتکاف اور آسان ہے، وہ اپنے گھر کے کسی گوشے میں اعتکاف میں بیٹھ سکتی ہیں، ایسا نہیں کہ کمرے سے نہیں نکل سکتی، وہ گھر کے کسی کمرے میں بیٹھ کر اپنی ضرورت کے لیے نکل بھی سکتی ہے لیکن

بہتر یہی ہے کہ کھانا پینا وہیں ہو، اور اس کی عبادت وہیں ہو، اور لوگوں سے کچھ کہنے کی ضرورت ہو تو اسی کمرے سے ہو تاکہ اعتکاف اعتکاف معلوم ہو۔

اعتکاف کے معنی یہی ہوتے ہیں کہ کسی جگہ جم کر بیٹھ جائے، مردوں کے لیے مسجد میں اعتکاف ضروری ہے، لیکن عورتوں کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ گھر کے کسی کمرے میں ہو، بعض گھروں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ عبادت کے لیے کمرہ متعین کیا جاتا ہے اسی کمرے کو مخصوص بنائے اور اس میں اعتکاف کرے، صحابیات اس کا اہتمام کرتی تھیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دفعہ رمضان میں کہا کہ مسجد میں ذرا خیمے لگاؤ اور چادر تان دو۔ حضور ﷺ کی دیکھا دیکھی ازواج مطہرات نے بھی اپنے خیمے لگانے شروع کیے۔ حضور ﷺ نے مصلحتاً اپنا خیمہ اٹھوا دیا (متفق علیہ)، لیکن دوسری روایت میں آتا ہے حضرت عائشہؓ کی روایت ہے: "ان النبی ﷺ کان یعتکف العشر الأواخر من رمضان ثم اعتکف أزواجه من بعده" (متفق علیہ) یعنی حضور ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے اور اس کا اہتمام کرتے تھے۔ حضور ﷺ کے بعد آپ کی ازواج نے اعتکاف کیا، اس لیے عورتوں کو بھی اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اعتکاف کے بہت سے فائدے ہیں بلکہ وہ تو خدا کے در پر جا کر پڑ جانا ہے کہ جب تک اللہ ہمیں معاف نہیں کرے گا، جب تک ہمیں بخش نہیں دے گا ہم وہاں سے ہٹیں گے نہیں، اور جب اعتکاف کریں گے تو سونا جاگنا، کھانا پینا سب عبادت بن جاتا ہے اتنا بڑا ثواب ہے، عورتیں بھی اس کا اہتمام کریں اور اس کو رواج دیں، اور اس کی ایک دوسرے کو ترغیب دیں، گھر میں پانچ عورتیں ہوں تو کوئی ایک اعتکاف میں بیٹھ جائے وہ گھر کے کام کاج کر سکتی ہے، سنن وعبادات میں زیادہ وقت لگائے اور گھر سے نہ نکلے اور تلاوت میں، ذکر واذکار میں، تسبیح میں مشغول ہو جائے اور رمضان میں لیلۃ القدر ہوتی ہے دراصل اسی کی تلاش میں اعتکاف ہوتا ہے۔ لیلۃ القدر میں عبادت کی بڑی فضیلت ہے: "من صام رمضان ایماناً واحتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه ومن قام ليلة القدر ایماناً واحتساباً غفرله ما تقدم من ذنبه" (متفق علیہ) یعنی رمضان کے جو روزے رکھے گا ایمان اور ثواب کی نیت سے، خالص اللہ کے لیے، کوئی اور مقصد نہ ہو، اور اسی طرح جو نماز پڑھے اور لیلۃ القدر میں اللہ کی عبادت کے لیے کھڑے ہو جائے اللہ اس کے سابقہ گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

دعاؤں کا اہتمام

حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ فلاں رات لیلۃ القدر ہے تو میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے کہا کہ یہ دعا کیا کرو: "اللّٰهم إنك عفو تحب العفو فاعف عني". (ترمذی، ابن ماجہ) یا اللہ! تو معاف کرنے والا ہے گناہوں کو معاف کرتا ہے معاف کرنے کو پسند کرتا ہے مجھے بھی معاف کر دے اور میرے گناہوں کو بخش دے۔

دعاؤں کا بھی کثرت سے اہتمام کرنا چاہیے۔ لیلۃ القدر میں خاص طور پر، رمضان کی مبارک ساعتوں میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے، اس لیے ہر نماز کے بعد بھی اہتمام کے ساتھ، پوری توجہ کے ساتھ اللہ سے دعا کریں اور تلاوت کا، صدقہ وخیرات کا، دعاؤں کا اہتمام کریں، اور یہ نیت کریں کہ عبادت صرف رمضان میں نہیں، بلکہ رمضان میں مشق کے لیے ہے، رمضان کے بعد ہمارا مزاج ہونا چاہیے کہ برائی کی طرف ہماری توجہ بھی نہ ہو ہمارا میلان اچھائی کی طرف ہو جائے، گناہوں سے بچنے کا ملکہ پیدا ہو جائے، اسی لیے روزہ اللہ نے فرض کیا ہے: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾.

☆☆☆☆☆

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی اہلیہ مالک حقیقی سے جاملیں

اسیر مالٹا، عظیم مجاہد آزادی، مشہور عالم دین شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی اہلیہ محترمہ وکیل النساء (آپاجی) ۱۴/شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ مطابق ۵/جولائی ۲۰۱۲ء طویل علالت کے بعد جمعہ کی شب ۱۰۲ سال کی عمر میں دیوبند کے محلہ محل میں واقع اپنے مکان میں انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

دارالعلوم دیوبند کے احاطہ مولسری میں آپاجی کی نماز جنازہ اگلے دن صبح ساڑھے گیارہ بجے ان کے دوسرے فرزند مولانا سید ارشد مدنی نے پڑھائی اور تدفین قبرستان قاسمی میں عمل میں آئی نماز جنازہ اور تدفین میں دارالعلوم دیوبند اور قرب وجوار کے ذمہ داران، اساتذہ اور طلبائے مدارس نے بڑی تعداد میں شرکت کی اور شہر کے مدارس ومکاتب میں ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔

مرحومہ آپاجی کے لقب سے جانی جاتی تھیں وہ اپنے زہد وتقویٰ اور معاملہ فہمی میں ایک مثال تھیں ضعف غالب ہونے کے باوجود وہ ذکر واذکار اور عبادت گزاری میں مصروف رہتی تھیں آپاجی ضلع فیض آباد ٹانڈہ کی رہنے والی تھیں ان کا نکاح حضرت مدنیؒ سے ۳۰/شعبان ۱۳۵۵ھ کو ہوا تھا آپاجی نے اپنے شوہر مجاہد آزادی کے ساتھ ساتھ وطن عزیز کی آزادی کے لئے ہر قسم کی تکلیف کو برداشت کیا انہوں نے ہندوستان کی غلامی کا دور بھی دیکھا مجاہدین آزادی کی قربانیاں بھی دیکھیں اور اس ملک کو آزاد ہوتے ہوئے بھی دیکھا۔

مرحومہ نے سیکڑوں غریب ونادار بچیوں کو تعلیم وتربیت سے آراستہ کیا اور ان کی پرورش کی، رشتوں کی آبیاری اور غریبوں وناداروں کی مدد وغمگساری ان کا محبوب مشغلہ تھا۔

ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے مولانا سید ارشد مدنی سے ٹیلیفون پر تعزیت کی۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔ قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

رسید کتب

محمود حسن حسنی ندوی

☆نام کتاب: ماہنامہ **"الحسن"** لاہور حضرت شاہ نفیس الحسینی نمبر

مرتب: مولانا محمد اکرم کشمیری

صفحات: ۱۴۷۰۔ قیمت: درج نہیں

طباعت: اعلیٰ ورنگین

پتہ: جامعہ اشرفیہ، نیلا گنبد، لاہور، پاکستان

ملت اسلامیہ کی اہم شخصیات پر اب تک جو اشاعت ہائے خاص منظر عام پر آئی ہیں، ان میں "الحسن" کا یہ نمبر متعدد جہات سے منفرد ہے، برصغیر کی ممتاز علمی ودینی شخصیات کی شاندار نمائندگی رکھی گئی ہے، اور برصغیر کی بلاد عربیہ اور یورپ وافریقہ وغیرہ میں مقیم اہم شخصیات کے تاثرات بھی شامل ہیں، اور ہر مضمون ومقالہ کی یہ خصوصیت ہے کہ جس نے قلم اٹھایا، رسمی طور پر نہیں اٹھایا، قلب نے پورا اس کا ساتھ دیا۔

شاہ صاحب کے ان مخفی کمالات سے پردہ اٹھایا گیا ہے جو اگر ان کی حیات میں ظاہر ہو جاتے تو ان کا فیض دنیا کے چپہ چپہ میں پھیلتا، شاہ صاحب کی فہرست خلفاء میں سرفہرست نام ہندوستان کے معروف عالم دین وداعی مولانا سید سلمان حسینی ندوی استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء کا ہے، البتہ فہرست نامکمل ہے، اس لئے کہ بعض اہم نام اس میں رہ گئے ہیں، جیسے پاکستان کے رابطہ ادب اسلامی کے سربراہ مولانا فضل الرحیم لاہوری اور ہندوستان کے لوگوں میں مولانا سید بلال حسنی ندوی کا، اسطرح کچھ اور بھی، حضرت شاہ صاحب کو خطاطی میں عالمی شہرت حاصل تھی، ان کی تحریر کے شاندار نمونے بھی اس اشاعت کی زینت ہیں۔

کتاب کا پہلا باب اکابر کی نظر میں شاہ کی شخصیت کو پیش کرتا ہے، اس میں بڑی اہم شخصیات کے مضامین ہیں، جن میں بعض ان سے عمر میں بڑے اور زیادہ شہرت کے حامل بھی ہیں۔

دوسرا باب سلسلہ نفیس ہے، جس میں ان کا خاندانی سلسلہ اور ان کے سلاسل احسان وسلوک اور اس نسبت سے مختلف مضامین ہیں، اس کا ایک باب تاثرات کا ہے جن میں گلہائے نفیس کے عنوان سے خراج عقیدت مختلف لوگوں نے پیش کیا ہے، اسفار نفیس کا بھی ایک باب ہے، تالیفات نفیس ایک عنوان ہے، شعر الفراق کے عنوان سے مراثی ہیں، یہ کتاب ایسی ہے کہ ہر کتب خانہ کی زینت ہو، اس کی خصوصیت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے جینا اور مرنا سیکھے گا۔

☆نام کتاب: **خطبات دورۂ ہند**

صاحب خطبات: مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

مرتب: مولانا سعادت اللہ خان

ناشر: ابن فاروق احمد، ہاشم اینڈ کو، آمبور، مدراس، انڈیا

صفحات: ۳۵۲۔ طباعت: اعلیٰ، قیمت: درج نہیں

کچھ ماہ قبل مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے ہندوستان کا دورہ کیا اور ہندوستان کے شمال، جنوب اور مغرب کا احاطہ کیا، چنانچہ بمبئی، مدراس، بنگلور اور دیوبند تشریف لے گئے، اس موقع پر ان کے جو ایمان افروز اور اصلاحی خطبات ہوئے وہ قلمبند کئے گئے، اور پھر ان پر ان ہی کے جامعہ دارالعلوم کراچی کے استاد مولانا محمد حنیف خالد نے نظر ثانی فرمائی اور ان کے داعی ومیزبان ابن فاروق احمد ابن ایم ہاشم اینڈ کو، آمبور، مدراس نے اشاعت کا بیڑا اٹھایا، اور ایک حسین تحفہ اسلامی کتب خانہ کی نذر کیا اور افادۂ عوام وخواص کے لئے بڑے پیمانہ پر بلا قیمت تقسیم کیا۔

☆نام کتاب: **معمولات نبوی ﷺ**

مصنف: مولانا محمد سراج الحق

ناشر: خبیب برادران، غریب خانہ تلسی پور (وصی آباد) الہ آباد، یوپی

صفحات: ۲۰۷، قیمت: درج نہیں

۲۰۷ صفحات میں زندگی کے مختلف حالات ومعاملات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جو معمولات رہے ہیں اور انسان کو ان میں کسی نہ کسی حال سے سابقہ پڑتا ہی ہے، وہ بڑے ایجاز واختصار سے اس طرح پیش کر دیا ہے کہ وہ کافی وشافی ہیں۔

☆نام کتاب: **نغمات صوفی**

مرتب: سید خالد عمر

صفحات: ۳۲۸ قیمت: ۳۵۰ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، شمشاد مارکیٹ، اے ایم یو، علی گڑھ، انڈیا

یہ کتاب حضرت صوفی عبدالرب مرحوم کے کلام کا مجموعہ ہے، صوفی صاحب اور ان کا کلام محتاج تعارف نہیں، یہ عرفانی بھی ہے اور تاریخی بھی، جو اسلام کے دور اول کی تصویر پیش کرتا ہے اور موجودہ حالات میں راہ عمل دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

خبر ونظر

عالم اسلام

جاوید اختر ندوی

اسلام دنیا میں سب سے تیزی سے پھیلنے والا مذہب

۱۹۷۳ء کی مردم شماری سے میں بتایا گیا تھا کہ پوری دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ۵۰۰ سو ملین ہے اور اب یہ تعداد ۱٫۵ ارب تک پہنچ گئی ہے جس سے اندازہ ہوا کہ ہر چار آدمی میں ایک مسلمان ہے اور اس کا اندازہ ہے کہ اسلام اسی تیزی کے ساتھ آگے بڑھتا رہے یہاں تک کہ وہ اپنے پیروکاروں کے اعتبار سے دنیا کا سب سے بڑا مذہب بن جائے۔

مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کے اسباب

پورے عالم میں مسلمانوں کی تعداد میں حیرت ناک اضافہ کی بنیاد یہ نہیں ہے کہ اسلامی ممالک میں رہنے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے، بلکہ اسلام کے ماننے والے روز بروز اس کے دامن میں پناہ لے رہے ہیں اور اس تعداد میں گیارہ ستمبر کے حادثہ کے بعد بڑا اضافہ ہوگیا ہے اور اس حادثہ نے پوری دنیا میں اور خاص طور پر امریکہ میں رہنے والوں کی توجہ اپنی مبذول کرلی جس کی وجہ سے بڑی تعداد میں لوگ دین اسلام قبول کرنے لگے ہیں۔

اس بات کی تائید مختلف مقالات، رپورٹوں اور اس سلسلے میں کئے گئے سروے سے ہوتی ہے اور مختلف تحقیقات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ یورپ کے رہنے والے اپنے مذاہب کو چھوڑ کر آئے دن اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، مثال کے طور پر NTVNews نامی جریدہ نے ۲۰؍جون کے شمارے میں لکھا کہ اسلام یورپ میں سب سے زیادہ پھیلنے والا مذہب ہے اور اخبار نے فرانسیسی ایجنسی سے شائع ہونے والی اس رپورٹ سے مکمل اتفاق کیا کہ اسلام فرانس میں تیزی سے پھیل رہا ہے اور وہاں نومسلموں کی تعداد ۳۰ سے ۴۰ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔

یورپین عوام میں اسلامی شعور کے تئیں بیداری

مختلف تحقیقات اور رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ادھر چند برسوں میں یورپ میں بسنے والوں کی تعداد میں ایک بڑی آبادی اسلام قبول کرچکی ہے اور یہ خبر فرانسیسی اخبار ''لوموند'' نے اکتوبر ۲۰۰۱ء میں شائع کیا اور اس کا موازنہ ۱۹۹۴ء سے کیا، اس میں یہ بھی وضاحت کی گئی کہ ان نومسلموں میں بیشتر نماز پڑھتے ہیں، مساجد پابندی سے جاتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور خاص بات یہ ہے کہ یونیورسٹیز اور کالجز میں زیر تعلیم طلبہ کے درمیان یہ شعور زیادہ گہرا اور پختہ ہے۔

۱۹۹۹ء میں ترکی اخبار ''اکتوفیل'' نے لکھا تھا کہ آئندہ ۵۰ سال کے اندر دین اسلام کی نشر واشاعت کا یورپ ایک بڑا اور بنیادی مرکز بن جائے گا۔

بڑی تعداد میں برطانوی خواتین کے قبول اسلام کی وجہ

برطانوی خاتون لوسی نے یہ محسوس کیا کہ دین اسلام کے ماننے والے اور اس سے محبت رکھنے والوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے حالانکہ عالمی میڈیا اور ذرائع ابلاغ اس کی صاف وشفاف شبیہ کو بگاڑنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔

برطانوی باشندوں کی خاصی تعداد جن میں اکثریت خواتین کی ہے، دائرۂ اسلام میں داخل ہوچکی ہے اور اپنے پرانے مذہب کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہونے والوں کی رائے ہے کہ دین اسلام آئندہ ۲۰ سالوں میں برطانیہ کا سب سے اہم مذہب بن جائے گا اور برطانیہ میں دوسری جگہوں سے آکر بسنے والوں مسلمانوں اور نومسلموں کی تعداد برابر ہی نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوجائے گی جنھوں نے یہاں آکر دین پھیلایا اور اسلامی تعلیمات کو عام کیا، یہ باتیں دینی تعلیم کی ایک پروفیسر روز کیندریک نے کہیں۔

باوجودیکہ مغربی میڈیا اسلام کی تصویر دنیا کے سامنے منفی بنا کر پیش کرتا رہا ہے، لیکن اسلام میں داخل ہونے والوں کی تعداد روز افزوں ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ برطانیہ میں نومسلموں میں سب سے زیادہ خواتین ہیں، اس سے مغربی میڈیا کا یہ سفید جھوٹ طشت از بام ہوجاتا ہے کہ اسلام عورتوں کے ساتھ برابری کا معاملہ نہیں کرتا اور اس کو اس کا حق نہیں دیتا۔

مثال کے طور پر خود امریکہ میں اسلام میں داخل ہونے والی خواتین کی تعداد مردوں سے کہیں زیادہ ہے اور برطانیہ میں ۲۰,۰۰۰ عورتیں اسلام قبول کرچکی ہیں جب کہ مردوں کی تعداد صرف ۱۰,۰۰۰ ہے۔

لیسٹر میں ایک اسلامی ادارے کی رائے شماری سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام کی آغوش اور پناہ میں آنے والوں کی عمریں تیس سے پچاس کے درمیان ہوتی ہیں یعنی یہ وہ افراد ہیں جو ادیان ومذاہب اور حالات کو بغور مطالعہ کرکے اسلام قبول کر رہے ہیں۔

ڈنمارک میں نومسلموں کی تعداد میں اضافہ

۱۱؍ستمبر ۲۰۰۱ء کے حادثہ کے بعد ڈنمارک کے متعدد باشندے اسلام میں داخل ہوچکے ہیں اور مختلف چیزوں اور پہلوؤں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں بھی اسلام میں داخل ہونے والوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہو رہا ہے، اس کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ قرآن کریم کے نسخے بڑے پیمانے پر لوگ خرید رہے ہیں اور اس کا مطالعہ کر رہے ہیں جہاں تقریباً ۳۵۰۰ نسخے فروخت ہوئے ہیں، اسی طرح وہاں کی یونیورسٹی میں عربی زبان وادب کے ورکشاپ اور سیمینار میں شریک ہونے والوں کی تعداد میں خاصہ اضافہ نوٹ کیا گیا ہے، ڈنمارک کی ایک یونیورسٹی میں زیر تعلیم ایک طالب علم نے کہا کہ نومسلموں کی تعداد ۳۰۰۰ سے ۳۵۰۰ پہونچ چکی ہے اور اس کا امکان ہے کہ اس تعداد میں برابر اضافہ ہی ہو جیسا کہ اس طالب علم نے یہ بھی وضاحت کی کہ ڈنمارک کی خواتین اسلام کا بہت قریب سے مطالعہ کرنے کے بعد اس میں داخل ہو رہی ہیں، ان عورتوں نے اس دین کو فطری مذہب تسلیم کہا اور اسلامی تعلیمات کو فطرت انسانی کے عین مطابق بتایا۔

ترکی کے ڈاکٹروں کا ختنہ مہم

اسلام اور رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک عمل میں اللہ رب العزت نے انسانی فطرت اور جسمانی ضرورت وصحت کا خیال رکھا ہے، ان ہی میں ایک ختنہ کا عمل بھی ہے اور یہ سنت ابراہیمی ہے، اور یہی نہیں بلکہ آج کے ڈاکٹروں نے بھی تسلیم کرلیا ہے کہ جسمانی اعتبار سے انسان کے لئے ختنہ نہایت ضروری ہے اور کیوں نہ ہو کہ یہ عمل اسی مالک وخالق کی طرف سے ہے جس نے انسان اور ساری کائنات کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز سے واقف ہے۔

اسی سلسلہ کی یہ خبر قابل عبرت ہے کہ سوڈان کا دورہ کرنے والی ترکی سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹرز کی ایک ٹیم نے سوڈان کے چار مختلف شہروں میں ۴؍ سے ۲۵؍مئی ۲۰۱۲ء کے درمیان ۶؍ہزار بچوں کا ختنہ کرنے کا فریضہ انجام دیا، ۲ ڈاکٹرز اور ۱۲ وزرات صحت سے تعلق رکھنے والے ان حضرات کا تعاون ترکی کی ایک مقامی تنظیم کر رہی ہے، ایک اندازے کے مطابق ایک ختنہ پر ۹۰ لیرے خرچ آرہا ہے جس کو ترکی کی مقامی تنظیم اور وزرات صحت برداشت کر رہی ہیں۔

اس خبر میں بتلایا گیا ہے کہ ختنہ کرنے والی ڈاکٹرز کی یہ ٹیم اپنے فن میں اس قدر ماہر ہے کہ فی بچہ پر ۲ منٹ صرف کر رہے ہیں اور اس قدر احتیاط سے یہ عمل انجام دے رہے ہیں کہ جس میں نہ کوئی زخم آتا ہے اور نہ ہی تکلیف کا احساس ہوتا ہے، ۷ سے ۱۸ سالہ بچوں کا ختنہ کے بعد باقاعدہ ٹیم کی جانب سے ان کو کپڑوں اور کھلونوں کی شکل میں تحفے بھی دیئے جاتے ہیں۔

سعودی دارالحکومت ریاض میں ۱۸؍ہزار افراد کا قبول اسلام

ریاض کے ''مکتب الدعوۃ والارشاد'' (دفتر برائے دعوت وارشاد) میں دعاۃ ومبلغین کی ایک ماہر تعداد قیام کے دن ہی سے غیر مسلموں کے مابین اسلام کی ترجمانی کا کام انجام دے رہی ہے، اور جو دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے ہیں ان کو اسلامی تعلیمات سے آراستہ اور مزین کرتی ہے، اس دفتر کے ذریعہ اب تک ہزاروں افراد اسلام کی پناہ میں آچکے ہیں۔

سعودی دارالحکومت ریاض سے ایک علاقہ الروضۃ میں قائم دفتر برائے دعوت وارشاد کے ڈائریکٹر نے حالیہ بیان میں چنانچہ اس حقیقت کا انکشاف کیا ہے کہ سعودی عرب میں بغرض ملازمت مقیم غیر مسلم ۳۰ فیصد افراد کفیل کے حسن سلوک، اعلیٰ اخلاق اور دعوت وحکمت کی وجہ سے دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، ان نومسلم حضرات کے لئے دفتر برائے دعوت کی جانب سے مکمل تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے، نیز انہوں نے بتلایا کہ الروضۃ میں آفس کے آغاز سے اب تک ۱۸ ہزار سے زائد غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوچکے ہیں، بالفاظ دیگر ہر روز ۱۱؍افراد دفتر کے مبلغین ودعاۃ کی کوششوں سے مسلمان ہو رہے ہیں، اس دعوت آفس نے جہاں دعوتی پروگرام ترتیب دیئے وہیں دنیا کی ۹ زبانوں انگریزی، اسپانوی، فرانسیسی، روسی، پرتگالی، جرمن، انگریزی، جاپانی اور چینی زبانوں میں ۲۴ گھنٹے آن لائن سوال و جواب کا سلسلہ جاری کیا ہے، چنانچہ آفس کی ویب سائٹ پر ہر دن دس ہزار سے زائد افراد شرکت کر رہے ہیں۔

اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر مسلمان آج بھی اسلام کی تعلیمات پر مکمل عمل پیرا ہوجائیں تو صرف ان کے عمل، اخلاق وکردار اور سلوک سے متاثر ہوکر ان کے گرد وپیش میں بسنے والے غیر مسلم اسلام کی نجات بخش تعلیمات سے واقف ہوجائیں گے۔

☆☆☆☆☆

تاریخ وتذکرہ

فی سیر المحدثین

رشید احمد حسنی ندوی

☆امام ابوبکر بن شیبہؒ

نام ونسب

عبداللہ نام، ابوبکر کنیت ہے اور عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان بن خواستی

ولادت، خاندان اور وطن

ابن ابی شیبہ ۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے، ان کا وطن واسط ہے اور وہ قبیلہ بنوعبس کے مولی تھے، ان کا خاندان علمی حیثیت سے ممتاز تھا۔

اساتذہ اور شیوخ

امام ابوبکر نے جن نامور محدثین سے اکتساب فیض کیا تھا، ان میں بعض کے نام حسب ذیل ہیں: ابن ابی زائدہ، ابن شریح، عبداللہ بن مبارک، سفیان بن عیینہ، وکیع بن جراح وغیرہ

تلامذہ

امام احمد بن حنبل، امام ابوحاتم، امام بخاری، امام مسلم وغیرہ

طلب علم حدیث کے لیے سفر

ان کے بعض مشائخ کے علاوہ اکثر کا وطن کوفہ اور واسط ہے، لیکن دوسرے مراکز حدیث کے محدثین سے بھی انہوں نے استفادہ کیا ہے۔

حفظ وثقاہت

امام احمدؒ نے ان کو صدوق کہا ہے اور امام ابوحاتم نے ثقہ اور ثابت کہا ہے۔

وفات

ابن ابی شیبہ نے چوہتر سال کی عمر میں ۸ر محرم الحرام ۲۳۵ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا۔

مصنف ابن ابی شیبہ

امام ابوبکر بن ابی شیبہ کی سب سے مشہور کتاب مصنف ہے، اس کی بدولت ان کو لازوال شہرت نصیب ہوئی، یہ حدیث کی اہم اور بلند پایہ کتابوں میں شمار کی جاتی ہے، اس کی ابتداء کتاب الطہارۃ سے ہے اور کئی اجزاء پر مشتمل ہے۔ (تذکرۃ المحدثین: ۱/۱۰۵-۱۰۸)

☆امام اسحٰق بن راہویہ

نام ونسب

اسحٰق نام، ابویعقوب کنیت، اور ابن راہویہ لقب تھا، شجرہ نسب یہ ہے: اسحٰق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن مطر، ابن راہویہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ مکہ کے سفر کے راستے میں پیدا ہوئے۔

ولادت

ابن راہویہ بروایت صحیحہ ۱۶۱ھ میں پیدا ہوئے، ۱۶۶ھ اور ۱۶۳ھ کی روایتیں بھی کی گئی ہیں۔

خاندان اور وطن

ان کا وطن خراسان کا مشہور شہر مرو تھا، لیکن نیشاپور میں سکونت اختیار کرلی تھی۔

اساتذہ وشیوخ

امام سفیان بن عیینہ، امام عبداللہ بن مبارک، امام وکیع بن جراح، امام فضیل بن عیاض وغیرہ

تلامذہ

ابراہیم بن ابی طالب، احمد بن مسلمہ، جعفر فریابی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی، ابوالعباس سراج، محمد بن نصر مروزی وغیرہ

طلب علم حدیث کے لیے سفر

خطیب نے لکھا ہے کہ حجاز، عراق، یمن، اور مصر وشام وغیرہ مراکز حدیث کا سفر کیا۔

زہد وتقویٰ

محمد بن اسلم طوسی نے لکھا ہے: میں نے ان سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا نہیں دیکھا۔

صدق و ثقاہت

غیر معمولی حفظ کے ساتھ اسی درجہ کا صدق اور ثقاہت بھی تھی، خطیب بغدادی کا کہنا ہے وہ حفظ و ثقاہت دونوں کے جامع تھے۔

وفات

مشہور روایت کے مطابق انہوں نے ۷۷ر سال کی عمر میں بروز یکشنبہ ۱۴ یا ۱۵ شعبان ۲۳۸ھ کو انتقال کیا، ۲۳۷ھ بھی روایت کی گئی ہے۔

تصنیفات

علمائے طبقات وتراجم نے صاحب تصانیف کثیرہ لکھا ہے، جن کتابوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں، وہ یہ ہیں: کتاب السنن فی الفقہ، کتاب التفسیر، مسند، 'مسند' یہ ان کی سب سے اہم اور مشہور تصنیف ہے اور ۶ جلدوں پر مشتمل ہے۔ (تذکرۃ المحدثین: ۱/۱۱۱-۱۲۲)

☆امام ابومحمد عبداللہ الدارمیؒ

نام ونسب

عبداللہ نام، ابومحمد کنیت، سلسلہ نسب یہ ہے: عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن فضل بن بہرام بن عبد الصمد، خزرجی نے بہرام کے بجائے مہرام لکھا ہے۔

ولادت، خاندان، وطن

۱۸۱ھ میں خراسان کے مشہور شہر سمرقند میں پیدا ہوئے، قبیلہ تمیم کی ایک شاخ دارم سے نسبی متعلق تھا۔

اساتذہ

امام دارمی کو جن نامور علماء ومشائخ سے استفادہ کا موقع میسر آیا، ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں: یزید بن ہارون، عبداللہ بن موسیٰ، ابوعلی عبیداللہ بن عبدالمجید حنفی، محمد بن یوسف فریابی وغیرہ

تلامذہ

ان کے تلامذہ میں بڑے نامور محدثین اور ائمہ فن شامل ہیں، بقی بن مخلد، بندار بن بشار، عیسیٰ بن عمر سمرقندی وغیرہ

طلب علم حدیث کے لیے سفر

امام دارمی نے اس زمانہ کے دستور کے مطابق حدیث کی طلب وتکمیل کیلئے شام، بغداد، مصر، شام، خراسان، مکہ، مدینہ وغیرہ کا سفر کیا۔

صدق وثقاہت

امام ابوحاتم رازی کا بیان ہے کہ وہ سب سے زیادہ ثقہ وثابت تھے، اور خطیب انہیں صاحب صدق وثقاہت بتاتے ہیں۔

زہد وتقویٰ

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ علم وعمل دونوں کے جامع تھے، خطیب بغدادی لکھتے ہیں: وہ زہد واتقاء سے متصف تھے۔

وفات

مشہور روایت کے مطابق تقریباً ۷۵ سال کی عمر میں اپنے وطن سمرقند میں انہوں نے ۱۸ر ذی الحجہ ۲۵۵ھ پنجشنبہ کے دن بعد نماز عصر انتقال کیا۔

تصنیفات

سنن دارمی، اس کتاب کو سنن اور مسند دونوں کہا جاتا ہے۔ (تذکرہ المحدثین: ۱/۱۸۹-۱۹۵)

☆امام ابوالقاسم طبرانیؒ

نام ونسب

سلیمان نام، ابوالقاسم کنیت اور سلسلہ نسب یہ ہے: سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر

ولادت وخاندان اور وطن

امام ابوالقاسم ماہ صفر ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے، ان کا قبیلہ لخم سے نسبی تعلق تھا، اس لئے لخمی کہلاتے تھے، جو دراصل یمن کا ایک قبیلہ ہے، اسکی شاخ شام میں آباد ہوگئی تھی، ان کا اصلی وطن طبریہ ہے، مگر آخر عمر میں انہوں نے اصبہان میں مستقل سکونت اختیار کرلی تھی، طبریہ اردن کے قریب واقع ہے، اس کی نسبت سے طبرانی کہلاتے ہیں۔

اساتذہ اور شیوخ

امام طبرانی نے ایک ہزار سے زیادہ باکمال محدثین سے استفادہ کیا تھا، بعض مشہور اساتذہ کے نام یہ ہیں: ابراہیم بن ابی سفیان قیروانی، ابراہیم بن محمد عرق حمصی، ابوعبدالرحمٰن النسائی وغیرہ

تلامذہ

ان کے تلامذہ کی تعداد بے شمار ہے، بعض تلامذہ کے نام یہ ہیں: ابن عقدہ، ابوبکر بن زبدہ، ابواحمد بن عبداللہ بن عدی جرجانی، ابوالحسن بن قادیہ، ابوعمر محمد بن حسین بسطامی۔

طلب علم حدیث کے لیے سفر

امام طبرانیؒ نے اہم مقامات اور مشہور مراکز حدیث کا سفر کیا، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، یمن، مصر، بغداد، کوفہ، اصبہان وغیرہ تشریف لے گئے، اصبہان کی مرکزیت کی وجہ سے یہیں بودوباش اختیار کرلی تھی۔

حفظ وثقاہت

حفظ وثقاہت واتقان میں ان کا مرتبہ بلند تھا، علامہ حافظ ابن حجر نے ان کو ثابت وضابط لکھا ہے، علامہ حافظ ذہبی کے نزدیک صدق وامانت کے ساتھ عظیم مرتبہ کے محدث تھے۔

وفات

امام طبرانی نے بروز شنبہ ۲۸ر ذی قعدہ ۳۶۰ھ کو سو سال کی عمر میں انتقال کیا۔

تصنیفات

امام طبرانی کثیر التصانیف تھے، لیکن ان کی اکثر کتابیں محفوظ نہیں ہیں، کچھ تصنیفات کے نام ذیل میں درج ہیں: کتاب الاوائل، کتاب التفسیر، معرفۃ الصحابہ، کتاب الدعاء، معاجم ثلاثہ۔ (تذکرۃ المحدثین: ۳/۳۸-۴۵)

☆امام سعید بن السکنؒ

نام ونسب

سعید نام، ابوعلی کنیت اور نسب نامہ یہ ہے: سعید بن عثمان بن سعید بن السکن، اپنے جد اعلیٰ کی نسبت سے "ابن السکن" کہلاتے ہیں، اسی نام سے مشہور ہیں۔

ولادت ووطن

۲۹۴ھ ان کا سنہ ولادت ہے، اصلی وطن بغداد تھا، لیکن مصر میں سکونت اختیار کرلی تھی۔

اساتذہ وشیوخ

ابن جوصاء، ابوعروبہ حرانی، ابوالقاسم البغوی، سعید بن عبدالعزیز حلبی، محمد یوسف فربری

تلامذہ

بعض شاگردوں کے نام یہ ہیں: ابوجعفر بن عون، ابوعبداللہ [illegible] محمد بن اسعد قرطبی وغیرہ

طلب علم حدیث کے لیے سفر

علم کی تحصیل اور احادیث کی طلب کے لئے اس زمانہ کے مشہور مراکز حدیث کا سفر کیا، عراق، شام، خراسان، ماوراء النہر کے علماء سے استفادہ کیا ہے۔

حفظ وثقاہت

امام سیوطی نے الحافظ الحجۃ کہا ہے، امام ابن عماد نے ثقہ وحجت کہا ہے۔

وفات

۵۹ سال کی عمر میں ۳۵۳ھ کو انتقال کیا۔

تصنیفات

اہل سیر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے متعدد کتابیں لکھی تھیں جو معدوم ہیں، صرف کتابوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں، مصنف، الصحیح المنتقی وغیرہ۔ (تذکرۃ المحدثین: ۳/۵-۶)

☆امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب

محمد نام، ابوعبداللہ کنیت، ابن ماجہ لقب، اور سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن یزید بن عبداللہ

ولادت، خاندان ووطن

ان کا خود بیان ہے کہ میں ۲۰۹ھ میں پیدا ہوا، آپ کا عرب کے مشہور قبیلہ ربیعہ سے رشتہ موالات سے تھا، اس لئے کہ مولی ربیعہ کہلاتے ہیں، قزوین کو آپ کے وطن ہونے کا فخر حاصل ہے، اسی نسبت سے قزوینی کہلاتے ہیں۔

اساتذہ اور شیوخ

آپ کے شیوخ کی تعداد بکثرت ہے، چند مشہور اساتذہ کے نام یہ ہیں، ابوبکر بن ابی شیبہ، داؤد

بن رشید، عبداللہ بن معاویہ، علی بن سعید نسائی، محمد بن احمد جرجانی وغیرہ۔

تلامذہ

احمد بن ابراہیم قزوینی، جعفر بن ادریس، حسین بن علی، سلیمان بن یزید قزوینی، محمد بن عیسیٰ صفاد وغیرہ

طلب علم حدیث کے لیے سفر

آپ نے حصول حدیث کے لئے مختلف ملکوں کا سفر جیسے خراسان، عراق، حجاز، مصر، شام، کوفہ، بصرہ مکہ مکرمہ، رے، بغداد وغیرہ، اور اپنے وطن قزوین میں اکیس یا بائیس سال رہے، کیونکہ قزوین علم حدیث کا بڑا مرکز تھا۔

صدق وثقاہت

حافظ ابویعلیٰ خلیلی فرماتے ہیں: وہ ایک بلند پایہ معتبر اور لائق حجت محدث تھے، ان کی عظمت وثقاہت پر اتفاق ہے۔

وفات

امام ابن ماجہ نے دوشنبہ ۲۲ر رمضان المبارک ۲۷۳ھ کو ۶۴ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا، دوسرے دن تجہیز وتکفین ہوئی۔

تصنیفات

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی وتصنیفی یادگاروں میں اہم اور مشہور تصنیفات ہیں، سنن ابن ماجہ وغیرہ۔ (تذکرۃ المحدثین: ۱/۲۶۵-۲۷۰)

☆امام ابوعمرو بن نجیدؒ

نام ونسب

اسماعیل نام، ابوعمرو کنیت، اور نسب نامہ یہ ہے: اسماعیل بن نجید بن احمد بن یوسف بن خالد

ولادت، خاندان ووطن

۲۷۲ یا ۲۷۳ھ کو نیشاپور میں پیدا ہوئے، عرب کے مشہور قبیلہ سُلیم سے خاندانی تعلق تھا، اسی لئے سُلمی کہلاتے تھے۔

اساتذہ اور شیوخ

امام ابوعمر بن نجید نے جن مشائخ سے حدیث کی تعلیم حاصل کی، ان کے نام یہ ہیں: ابراہیم بن ابی طالب، ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ، احمد بن علی بن حسین بن نجید وغیرہ

تلامذہ

ابوحفص بن سرور، ابونصر احمد بن عبدالرحمٰن صفار، ابوعبداللہ حاکم، عبدالقادر بن طاہر فقیہ وغیرہ

طلب علم حدیث کے لیے سفر

آپ نے مشہور شہروں کے مراکز علم حدیث کا سفر کیا۔

ثقاہت

ابوعمرو بن نجید کا روایت وحدیث میں درجہ بلند تھا، حاکم صاحب مستدرک کا بیان ہے: "أسند من بقی بخراسان فی الروایة"۔

وفات

سنہ وفات میں اختلاف ہے۔ ربیع الاول ۳۶۵ اور ۳۶۶ھ کی روایتیں ملتی ہیں۔

تصنیفات

ان کی تصنیفات میں صرف جزء ابن نجید کا ذکر ملتا ہے۔ (تذکرۃ المحدثین: ۲/۶۱-۶۵)

☆امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب

محمد نام، ابوحاتم کنیت اور ابن حبان لقب تھا، سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد وغیرہ

ولادت، خاندان ووطن

ابن حبان عربی النسل تھے، مورخین نے ان کے سنہ ولادت کا ذکر نہیں کیا ہے، لیکن ذہبی کا کہنا ہے کہ شاید وہ ۲۷۵ھ میں پیدا ہوئے ہوں گے، ابن حبان عربی النسل تھے جیسا کہ نسب نامہ سے ظاہر ہے، عرب کے مشہور قبیلہ تمیم کی شاخ دارم سے ان کا نسبی تعلق تھا، اس لئے دارمی اور تمیمی کہلاتے تھے، بست کو ان کے مولد ہونے کا فخر حاصل ہے، یہ سیتان میں غزنین اور ہرات کے درمیان دریائے ہلمند کے کنارے واقع تھا۔

اساتذہ وشیوخ

ابن حبان کے شیوخ کی تعداد بے شمار ہے، بعض مشہور اساتذہ کے نام یہ ہیں: ابوبکر بن خزیمہ، ابوخلیفہ حجی، ابوعبدالرحمٰن النسائی، ابویعلیٰ موصلی، حسین بن ادریس ہروی، محمد بن اسحاق بن ابراہیم معراج ثقفی، محمد بن عثمان بن سعید دارمی وغیرہ

تلامذہ

ان کے تلامذہ کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی، چند نام یہ ہیں: ابوعبداللہ حاکم، جعفر بن شعیب بن محمد سمرقندی، حسن بن منصور، منصور بن عبداللہ خالد ذہلی ابوسلمہ محمد بن محمد بن داؤد الشافعی وغیرہ

طلب علم حدیث کے لیے سفر

امام بن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث کی تحصیل کیلئے متعدد اسلامی ملکوں کا سفر کیا تھا جیسے مرو، نیشاپور، ہواز، بصرہ، واسط، بغداد، کوفہ، مکہ مکرمہ، محاصل، حلب، بخارا، ماوراء النہر وغیرہ

حفظ وثقاہت

ابوسعد ادریسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ آثار واحادیث کے نامور حفاظ تھے، آپ کی ثقاہت پر ائمہ کا اتفاق ہے، علامہ ابن عماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ حافظ، ثابت اور امام وحجت تھے۔

وفات

امام ابن حبان نے جمعہ کا دن گذار کر ۲۲ر شوال ۳۵۴ھ کی شب میں اپنے وطن بست میں انتقال فرمایا۔

تصنیفات

بے شمار کتابیں آپ کی یادگار ہیں اور مراجع میں شمار ہوتی ہیں، جیسے کتاب الصحابہ، کتاب التابعین، کتاب أتباع التابعین، کتاب تبع الاتباع، کتاب شعب الایمان، کتاب التاریخ، کتاب الھدایة الی علم السنن وغیرہ، سب سے مشہور صحیح ابن حبان ہے۔ (تذکرۃ المحدثین: ۲/۱۲-۳۵)

(باقی آئندہ)

روداد چمن

انسانیت کی رہنمائی ہماری ذمہ داری

فارغ ہونے والے طلباء سے حضرت ناظم ندوۃ العلماء کا خطاب

● ....محمد ذاکر ندوی (علیا اولی شریعہ)

"طلبائے عزیز! مجھے خوشی ہے کہ ہمارے کچھ طلبہ نے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں چند سال گزار کر اور یہاں کے اساتذہ، کتب خانوں اور دیگر وسائل سے استفادہ کرکے اپنا تعلیمی سفر ایک حد تک مکمل کرلیا، اور اب وہ عملی میدان میں قدم رکھنے جارہے ہیں، میں انہیں اور ان کے والدین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ سعادت حاصل ہوئی"۔

ان کلمات کے ذریعے ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے درجات علیا ثانیہ (شریعہ، ادب ودعوہ) سے فارغ ہونے والے طلبہ کو اپنے صدارتی خطاب میں مبارکباد دیتے ہوئے انہیں ان کا مقصد حیات یاد دلایا۔

حضرت مولانا دامت برکاتہم نے فرمایا کہ: "سب سے پہلے آپ اپنا مقصد حیات متعین کیجئے کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟ آپ یہاں جو دینی تعلیم حاصل کررہے ہیں، اس کا مقصد کیا ہے؟ آپ کا مقصد بہت واضح اور صاف ہونا چاہئے کہ آپ یہاں محض دینی تعلیم حاصل کرنے آئے ہیں، کوئی دنیوی غرض یا مادی مفاد آپ کی اس تعلیم کے پس پردہ کارفرما نہیں ہے، اسی طرح آپ یہاں دنیاوی وغیر دینی علوم کی تحصیل کے لئے بھی نہیں آئے ہیں، لہٰذا کالجز اور یونیورسٹیاں آپ کا مقصود اور مطمح نظر نہیں ہونا چاہئیں"۔

مزید فرمایا کہ: "چونکہ ہم دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں، اس لئے ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم امت مسلمہ تک صحیح دینی تعلیمات پہونچائیں، اور انہیں شریعت کے بنیادی اصول سے روشناس کرائیں۔ آج کل ہمارے طلباء میں بھی بعض وجوہات کی بنا پر دنیاداری، مادیت پرستی اور فکر معاش سرایت کرگئی ہے، جو طالبانِ علوم دینیہ اور وارثان انبیاء کے شایانِ شان نہیں ہے"۔

ابھی جن طلبہ کا تعلیمی سفر جاری ہے، اور انہیں ابھی یہاں چند سال گزارنے ہیں، انہیں خاص طور پر حضرت مولانا مدظلہ نے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ: "آپ یہاں دینی تعلیم کے حصول کے لئے آئے ہیں، لہٰذا آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس تعلیم کا کیا مقصد ہے؟ آپ کو اپنا مقصد ابھی سے متعین کرنا چاہئے اور اسی کے مطابق اپنی زندگی گزارنی چاہئے، اسی کے اعتبار سے آگے کی زندگی کے لئے آپ کو تیاری کرنی چاہئے، آپ یہاں پر آئے ہیں تو گویا آپ نے اللہ تعالیٰ سے یہ وعدہ کرلیا ہے کہ اسی کے بتائے ہوئے طریقے پر زندگی گزارنی ہے، اور اس کے نازل کردہ احکام وفرامین کو اپنے لئے حرز جاں بنانا ہے"۔

مولانا مدظلہ نے مدرسہ کی اہمیت، افادیت اور اس کی نافعیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ: "مدرسہ کیا ہے؟ مدرسہ ایک ایسی تعلیم گاہ اور تربیت گاہ ہے جہاں علمی وتعلیمی صلاحیتیں اور لیاقتیں پروان چڑھتی ہیں، اور اخلاق سازی وکردار سازی کا کام انجام دیا جاتا ہے"۔

حضرت مولانا نے مزید فرمایا کہ: "عزیز طلبا! آپ نے یہاں پر رہ کر بہت کچھ سیکھا ہے، اور اپنی عمر کا خاصا حصہ یہاں پر تحصیل علم میں گزارا ہے، اور آپ نے یہاں کے خوانِ علم وعرفان سے خوشہ چینی کی ہے، اب آپ یہاں سے جارہے ہیں، اور آپ کے رخصت ہونے کا وقت قریب آگیا ہے، لہٰذا آپ جہاں بھی جائیں، وہاں ان تعلیمات کو عام کریں جو آپ نے یہاں کے علمی وروحانی ماحول میں رہ کر حاصل کیا ہے اور ہمیشہ اپنے مقصد ومشن کو پیش نظر رکھئے، اس لئے کہ مقصدیت ومعنویت ہی انسان کو عظمت واحترام اور مقبولیت سے ہمکنار کرتی ہے اور جو طلبہ ابھی فارغ نہیں ہورہے ہیں، وہ یہاں کے علمی وروحانی ماحول سے خوب خوب استفادہ کریں، اور اپنے کو بنانے اور سنوارنے کی بھرپور کوشش کریں"۔

اس سے پہلے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم اور مجلہ "البعث الاسلامی" کے رئیس التحریر مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی نے فارغ ہونے والے طلبہ کو مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ: "میں آپ کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ یہاں سے جانے کے بعد اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیں گے اور اپنے دین ودنیا کے ہر کام میں اخلاص ووفا کے جوہر سے آراستہ ہونے کی کوشش کریں گے"۔

نیز مولانا محترم نے فارغ ہونے والے طلبہ کو علمی وتعلیمی سرگرمیوں سے مربوط رہنے اور اپنی مادر علمی سے تعلق اور عقیدت ووابستگی قائم ودائم رکھنے اور اخذ واستفادہ کا سلسلہ جاری رکھنے کی بھی تاکید فرمائی۔......

(بقیہ صفحہ ۲۹ پر)

رپورٹ

سرزمین دعوت و عزیمت میں

سہ روزہ علمی، فکری و تربیتی کیمپ

طلحہ نعمت ندوی (علیا ثانیہ شریعہ)

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فضیلت کے آخری سال کے طلباء کا ایک مدت سے یہ معمول چلا آرہا ہے کہ وہ سالانہ امتحان سے تقریباً ایک ماہ قبل رائے بریلی کا سفر کرتے ہیں اور تکیہ شاہ علم اللہ جو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کا مولد و مدفن ہے، چند روز گزار کر وہاں کی علمی و روحانی فضا سے مستفید ہوتے ہیں اور مشائخ و اولیاء اور دعوت و جہاد کی اس سرزمین سے درس عبرت حاصل کرتے ہیں، علمی و فکری اور دعوتی لحاظ سے یہ سفر بڑا ہی دلچسپ اور پرلطف ہوتا ہے جہاں مشائخ کرام کی سرپرستی و نگرانی میں طلباء کو چند دنوں تک ایک ساتھ رہنے اور تربیت حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے اور روحانی و فکری لحاظ سے بھی بزرگوں کی شفقتوں کے زیر سایہ ان کے بیانات سے مستفید ہونے اور ان کی روشنی میں اپنا سفر زندگی طے کرنے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

حسب معمول اس سال بھی ہم طلبائے علیا ثانیہ (فضیلت دوم) ۶/ رجب کو بعد نماز عصر روانہ ہوئے، تقریباً ڈھائی گھنٹے کی مسافت طے کرکے ہم نے تکیہ کی سرزمین پر قدم رکھا، عشاء کی نماز کا وقت قریب تھا، اس لئے نماز عشاء ادا کی گئی، بعد نماز عشاء کسی استاد کی تقریر کا وقت طے تھا، لیکن سفر کی مشقت و تھکن کے باعث اس رات کوئی کام نہ ہوسکا، دوسرے روز صبح تقریباً دس بجے مخدوم و مربی ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کا ایک بیان طے تھا، لیکن سفر میں تاخیر ہونے کی وجہ سے حضرت تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تشریف لائے اور علم کی حقیقت کے موضوع پر تقریر فرمائی جس میں طلباء کو حصول علم، اس سے فائدہ اٹھانے اور علوم دینیہ کو وسیلہ معاش بنانے سے اجتناب وگریز پر آمادہ کیا، تقریر کا سلسلہ تقریباً ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہا، مولانا مدظلہ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے علم کا تذکرہ سب سے پہلی آیت میں فرمایا ہے، چنانچہ سب سے پہلی وحی جو نازل ہوئی وہ علم ہی کے متعلق تھی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان پر اپنے دو انعامات کو خاص طور سے بیان کیا ہے، ایک یہ کہ اس نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا اور دوسرے اس نے اس کو علم سے نوازا، یہ انسان کی خصوصیت اور اس کا امتیاز ہے کہ اس کی تخلیق علم کے لئے ہوئی ہے، اس دنیا میں دوسری مخلوقات موجود تھیں، پھر آخر انسان کو کس بدلے میں پیدا کیا ہے، انسان کو علم کے لئے پیدا کیا گیا ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آیت سے اس کی طرف اشارہ ملتا ہے، علم کے بغیر انسان کچھ نہیں کرسکتا، علم ہی انسان کو بلندی عطا کرتا ہے اور اگر انسان وہ علم حاصل کرے جو علم الٰہی ہے تو وہ آسمان کی بلندیوں تک بھی پرواز کرسکتا ہے، انسان جو کچھ بھی کرتا ہے علم ہی کی بنیاد پر کرتا ہے اور ترقی کی تمام منزلیں طے کرتا ہے"۔

مولانا مدظلہ نے سلسلہ کلام کو آگے بڑھاتے ہوئے مزید فرمایا کہ: "اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کا خصوصیت کے ساتھ اس لیے بھی ذکر فرمایا ہے کہ اس کے ساتھ اس کو علم سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ بھی بتایا ہے، علم کی دو قسمیں ہوتی ہیں، ایک وہ علم ہوتا ہے جو انسان اپنی محنت اور جدوجہد سے حاصل کرتا ہے اور ایک علم غیبی ہوتا ہے، یہ علم انسان کو اتنا ہی ملتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرماتے ہیں اور اس علم کا فائدہ پہلی قسم کے علم سے مختلف ہوتا ہے، علم اپنے تجربات سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے اور دوسروں کے تجربات اور گذشتہ قوموں کے واقعات پر بھی مبنی ہوتا ہے، اس لئے دوسری قوموں کے حالات کا مطالعہ علم وعقل اور تجربہ کی وسعت کا ذریعہ بنتا ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ نے قلم کا بھی ذکر فرمایا ہے کیونکہ علم کی حفاظت کا ذریعہ ہے، جہاں تک علوم دینیہ کا تعلق ہے تو وہ دوسروں کے بتانے سے حاصل ہوتے ہیں، جبکہ تجربات سے حاصل ہونے والے علوم دنیاوی زندگی میں راحت کا ذریعہ بنتے ہیں اور اس راحت و آرام کے حصول کا مقصد یہ ہے کہ ہم پر خلافت الٰہی کے نفاذ کی جو ذمہ داری عائد کی گئی ہے ہم اس کے لئے پوری طرح یکسو رہیں، علوم دینیہ قرآن وحدیث پر مشتمل ہیں اور یہی دونوں اس علم کی اساس ہیں، لہٰذا ہمیں ان کے تقاضوں کو سمجھنا چاہئے اور اسے دنیاوی اغراض و مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے۔ دنیاوی ضرورتوں کے لئے دوسری قسم کا علم کافی ہے جسے حاصل کرکے ہم اپنی زندگی گذار سکتے ہیں، اسی طرح اس علم کو الٰہی علم بنانے کی کوشش کرنی چاہئے، بغیر عمل کے علم سے کوئی فائدہ نہیں، علم اس وقت مفید ہوتا ہے جب اس کو کام میں لایا جائے ورنہ اس کی حقیقت اس خزانہ کی ہے جو بند ہو اور اس سے کوئی کام نہ لیا جائے تو وہ بے سود ہے، لہٰذا جب آپ نے یہ علم حاصل کیا ہے تو اسے ضائع مت کیجئے، ہمیں ہر طرح کا علم حاصل کرنا چاہئے، علم دین بھی، تجربات کا علم بھی تاکہ اس کے ذریعہ

خطرات سے ہم محفوظ رہ سکیں اور اہل باطل کے علوم بھی تاکہ ان کو جواب دے سکیں"۔

بعد نماز مغرب حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی کتاب "اذا ھبت ریح الایمان" (جب ایمان کی باد بہاری چلی) جو حضرت سید احمد شہیدؒ کی اہم دعوتی واصلاحی خدمات وحالات پر مشتمل شاہ کار تصنیف ہے، موضوع گفتگو تھی، حضرت مولانا مدظلہ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

"نماز کے ذریعہ دل میں خشیت پیدا ہوتی ہے قرآن پاک کی آیت ﴿إِنَّ الصَّلوٰةَ تَنْهىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ میں اسی کی طرف اشارہ ہے، علم نام ہے حقیقت کو جاننے کا اور اس پر یقین کرنے کا، چنانچہ قرآن پاک میں جو ارشاد فرمایا گیا ہے: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ اس کا یہی مطلب ہے اور اس سے مراد وہ علماء ہیں جو دین وشریعت کی حقیقی روح سے واقف ہوں اور خدائے ذوالجلال پر یقین کامل رکھتے ہوں اور انہیں حقائق کا علم بھی ہو۔ یہ دنیا دارالاسباب ہے اور دارالامتحان بھی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے وسائل و اسباب پیدا فرمائے ہیں، گذشتہ قوموں میں تجدید و اصلاح اور دعوت وہدایت کا کام انبیاء کے ذمہ تھا، جہاں تک اس امت کا تعلق ہے تو نور نبوت کی روشنی میں مجددین و مصلحین کو ان کا قائم مقام قرار دیا گیا ہے جو ہر دور میں پیدا ہوتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ نے اس امت پر دعوت وجہاد کی یہ ذمہ داری عائد کی ہے جس کو اس کے مخلص بندوں نے بحسن وخوبی انجام دیا ہے"۔

پھر مولانا مدظلہ نے حضرت سید احمد شہیدؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: "ان کا تعلق اسی سرزمین سے تھا اور یہی مسجد اس تحریک دعوت و اصلاح کا مرکز تھی، جہاں مجاہدین قیام کرتے تھے، اس لئے یہ مناسب تھا کہ یہ کتاب یہاں پڑھی جائے اور اس مرکز میں اس کے تاریخی وجغرافیائی پس منظر کو سامنے رکھ کر اس کا مطالعہ کیا جائے"۔

مولانا مدظلہ نے مزید حضرت سید احمد شہیدؒ کے خاندانی پس منظر اور اس دور میں تکیہ کے ماحول اور حالات پر روشنی ڈالی، اور فرمایا کہ: "حضرت سید احمد شہیدؒ کا مقصد جہاد کے ذریعہ حکومت حاصل کرنا نہیں تھا، انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ضرورت ہے کہ حضرت سید احمد شہیدؒ کی کتاب زندگی کا مطالعہ کیا جائے تاکہ اس دور میں دعوت کا کام بحسن و خوبی ان کے اصولوں کی روشنی میں بخوبی انجام دیا جاسکے"۔

خطاب کے آغاز سے قبل جب اس کتاب کا مقدمہ مولانا مدظلہ کے سامنے پڑھا گیا تو حضرت نے اس مقدمہ کے ادبی پہلو کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اسے بار بار پڑھنے کی تاکید کی اور فرمایا کہ اس میں جو زور اور قوت ہے، اس کے لحاظ سے اس مقدمہ کو ادب کا شاہکار کہا جاسکتا ہے اور اس کی زبان ایسی پختہ ہے کہ عربی زبان کا کوئی ماہر ادیب ہی ایسی زبان لکھ سکتا ہے، لہٰذا اسے بار بار پڑھنا چاہئے۔

آج کے محاضرات کا سلسلہ اسی پر ختم ہوا، دوسرے روز تقریباً دس بجے پہلا محاضرہ "رجال الفکر والدعوة" پر معتمد تعلیم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کا ہوا، مولانا نے اس پر گفتگو کرتے ہوئے بڑے ہی نکات وفوائد کی طرف اشارہ فرمایا، آغاز گفتگو سے قبل ایک طالب علم نے قرآن پاک کی چند آیتیں پڑھیں، اس کے بعد سلسلہ محاضرات کا آغاز ہوا، جب "سورة الضحی" پڑھی گئی تو مولانا نے فرمایا:

"آج کل امت مسلمہ جس نازک دور سے گذر رہی ہے اور اپنی طویل تاریخ میں گذرتی رہی، سورة الضحیٰ میں ان حالات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ان کی حقیقت سورج کی ہے جو ایک جگہ ڈوبتا تو دوسری جگہ طلوع ہوتا ہے، انہوں نے اس کتاب کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ یہ کتاب مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے، اسلامی تاریخ کے جتنے ذخیرے ہیں، ان کی حیثیت خام مواد کی ہے، تاریخ پر تشیع کا بھی اثر رہا ہے، یہ کتاب اس خام مواد کو کارآمد بنانے اور اس کی تنقیح وتہذیب کا ایک نمونہ ہے، یہ کتاب درحقیقت وہ سلسلہ محاضرات ہے جو کلیہ الشریعہ دمشق یونیورسٹی کی دعوت پر اس وقت دئے گئے جبکہ شام عبوری دور سے گذر رہا تھا اور اس کتاب نے اس وقت کے نوجوان ذہنوں پر بہت اثر ڈالا، پھر مولانا نے تفصیل سے شام ومصر کے اس عبوری دور کا محاضرہ میں جائزہ لیا، پھر مقدمہ کی روشنی میں حضرت مولاناؒ کی تالیفات کی خصوصیت، ان کی کتابوں کے امتیازی اوصاف نیز ان کے اسلوب نگارش اور اس کی خصوصیات پر گفتگو فرمایا۔

مولانا نے حضرت مولاناؒ کے مقدمات کے خصوصیت بیان کرتے ہوئے فرمایا: "مولانا مرحوم کے مقدمے ایک مصنف کو درمیان تصنیف پیش آمدہ مشکلات اور دشواریوں کا حل پیش کرتے ہیں کیونکہ حضرت مولاناؒ نے اکثر اپنی کتابوں کے مقدموں میں دوران تالیف پیش آنے والی مشکلات کا تذکرہ کیا ہے اور پھر وہ مشکلات کس طرح حل ہوئیں، اس کا بھی تذکرہ کیا ہے، حضرت مولاناؒ کے مقدموں کو پڑھ کر ایک مصنف کو صحیح رہنمائی ملتی ہے"۔

مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کی گفتگو کے بعد حضرت مولانا مدظلہ کا وقت مقرر تھا، ابھی انہیں آنے میں تھوڑی تاخیر تھی، اس لئے اس دوران مولانا نذرالحفیظ ندوی ازہری نے طلباء اور ان کے مستقبل کے متعلق گفتگو فرمائی، انہوں

نے اپنی گفتگو میں کہا کہ: حضرت مولاناؒ کی زندگی سے سبق لینا چاہئے، وہ اس باب میں آئیڈیل ہیں تمام طلبائے مدارس کے لئے، پھران کے حالات کا تذکرہ کیا نیز حضرت مولاناؒ نے اس راہ میں کیا جانی ومالی قربانیاں دیں، ان سے بھی سبق لینا چاہئے اور ان کی روشنی میں سفرِ علم طے کرنا چاہئے۔

اسی درمیان حضرت مولانا مدظلہ تشریف لائے آج آپ کی گفتگو حضرت مولاناؒ کی معرکۃ الآراء کتاب "الأركان الأربعة" کے متعلق تھی، مقدمہ کی عبارت پڑھی گئی پھر آپ نے فرمایا:

"کسی بھی عمل کا پہلا زینہ ارادہ اور عقیدہ ہے اور عقیدہ ہی اساس اور بنیاد ہے، جہاں تک اس کتاب کا تعلق ہے تو اس کتاب میں مصنف نے عملی ارکان کی عقلی تشریح کی ہے اور دین کو عقل کے مطابق دکھایا ہے، یعنی احکام دینیہ سب کے سب عقل کے مطابق ہیں، عقل کے خلاف نہیں، اس کے برعکس دوسرے ادیان میں دینی احکام وعقائد کا عقل سے کوئی تعلق نہیں ہے، ان کے یہاں پورا دین توہمات پر قائم ہے، وہ جتنا زیادہ خلاف عقل ہو اتنا ہی زیادہ ان کے ہاں مقبول ہوگا، جب کہ اسلام یہ تاکید کرتا ہے اور اپنے متبعین کو حکم دیتا ہے کہ وہ عقل وفکر سے کام لیں، کسی چیز کو اندھے بہرے ہوکر نہ مان لیں، بلکہ علی وجہ البصیرۃ احکام شرعیہ پر عمل کریں، یہ دین اسلاف سے ہم تک متواتر پہونچا ہے، جس کی کوئی کڑی منقطع نہیں ہے ہمارے اسلاف نے اس دین کی تشریح وتفسیر فرمائی، جس کے ہم پابند ہیں خصوصاً صحابہ کرامؓ اور تابعین کی تشریحات اس باب میں ہمارے لئے رہنما کی حیثیت رکھتی ہیں، جن کے بغیر ہم صحیح راستہ تک نہیں پہونچ سکتے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ جو دین عطا فرمایا ہے اس کے بہت سے مسائل کو مبہم رکھا گیا ہے، اور یہ عمداً کیا گیا ہے تاکہ دین میں وسعت رہے، اس سے دین کے کمال پر کوئی اثر نہیں پڑتا، بلکہ کمال دین کا مطلب یہ ہے کہ اب اس میں کسی قسم کی کوئی تحریف نہیں ہوسکتی، حضرت مولاناؒ نے یہ کتاب اس وقت تصنیف فرمائی جب کہ ان کی آنکھ میں سخت تکلیف تھی، نزول الماء کی شکایت تھی اور کبھی ایسی تکلیف ہوتی کہ جان کو خطرہ لاحق ہوجاتا، اس حالت میں یہ کتاب املا کروائی، اس مشقت برداری کی وجہ یہ تھی کہ بہت سے لوگ احکام شرعیہ کی من مانی تفسیر وتشریح کرنے لگے تھے جو اسلاف کی تشریحات سے بالکل مختلف تھیں"۔

بعد نماز طلبائے مدرسہ ضیاء العلوم کی طرف سے تمام طلباء کے لئے عصرانہ کا اہتمام کیا گیا، مولانا نذرالحفیظ ندوی کی صدارت میں جلسہ استقبالیہ ہوا، جس میں ناظم انجمن الاصلاح مدرسہ ضیاء العلوم نے ہم سب کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور اظہار مسرت کیا، اس کے جواب میں دو تاثراتی مقالے فضلائے دارالعلوم ندوۃ العلماء کی طرف سے ایک عربی میں اور ایک اردو میں پیش کئے گئے۔

بعد نماز مغرب "السيرة النبوية" کے موضوع پر محاضرہ ہوا، اس سے قبل مولانا نذرالحفیظ ندوی ازہری نے تقریباً نصف گھنٹہ عالم اسلام کی موجودہ صورت حال اور فکر اسلامی کے موضوع پر گفتگو فرمائی، پھر حضرت مولانا مدظلہ تشریف لائے اور حضرت مولاناؒ کی کتاب "السيرة النبوية" کے متعلق فرمایا کہ آخر اس کتاب کے لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ جبکہ سیرت نبوی پر پورا کتب خانہ موجود تھا، چنانچہ جب یہ کتاب منظر عام پر آئی تھی اس وقت لوگوں نے یہ اعتراض کیا تھا، لیکن ایک ہی سال کے عرصہ میں سب نے یہ اعتراف کرلیا تھا کہ یہ کتاب بروقت لکھی گئی، سیرت کی جو کتابیں ہیں وہ عام طور پر دماغ سے لکھی گئی ہیں، ضرورت تھی کہ کوئی کتاب دل سے لکھی جائے، اسی طرح بہت سے لوگوں نے سیرت کے واقعات کو اپنے نظریات واغراض کے مطابق پیش کرنے اور اس سے نتائج نکالنے کی کوشش کی، دوسری بات یہ کہ مصنف نے دیکھا کہ اس دور میں یورپ کا اسلوب اسباب وعلل سے گفتگو کرنے کا ہے، لہٰذا عصر حاضر میں سیرت نبوی سے نوجوانوں کو واقف کرانے کے لئے کسی ایسی کتاب کی ضرورت ہے جو عصری اسلوب میں لکھی گئی ہو نیز اس دور کی تمام انسانی دنیا کے حالات کا ایک جائزہ بھی لیا جائے تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اندازہ ہوجائے"۔

مولانا نے مزید فرمایا کہ: "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ہمارے لئے اسوہ اور آئیڈیل کی حیثیت رکھتی ہے، لہٰذا اسی حیثیت سے آپ کی زندگی کا مطالعہ کرنا چاہئے، آپ کی ذات کمال کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتی ہے جہاں زندگی کے ہر پہلو کے لئے رہنمائی وہدایت کا سامان موجود ہے، انسان کے اندر کچھ فطری صلاحیتیں ہوتی ہیں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر جو فطری صلاحیتیں ودیعت کی گئی تھیں وہ آخری درجہ کی تھیں، آپ کی سیرت دوسروں سے بہت مختلف ہے، آپ کے ذہن نے دوسروں کے افکار وخیالات سے کچھ اخذ نہیں کیا تھا، نہ کسی کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذ تہہ کیا تھا، اس لئے آپ کا ذہن بالکل خالی تھا"۔

تیسرے روز جو یہاں کا آخری دن تھا، پہلا محاضرہ مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کا ہوا جو حضرت مولاناؒ کی کتاب "الصراع بين الفكرة الاسلاميه والفكرة الغربية فى الأقطار الاسلامية" کے متعلق تھا، مولانا کی گفتگو تقریباً ایک ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہی، جس میں آپ نے اس کتاب نیز اس کے متعلقات کو عالم اسلام کی موجودہ صورت حال کے پس منظر میں بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا اور حضرت مولاناؒ کے افکار وخیالات کے متعلق تفصیل سے گفتگو کی جس میں آپ کی تصنیفات کی مشترک خصوصیات پر روشنی ڈالی، پھر فرمایا کہ: "یہ کتاب اس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتی جب تک "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمين" اور "رجال الفكر والدعوة" کو بالترتیب نہ پڑھی جائے، ان تینوں کتابوں کے پڑھنے کے بعد ہی حضرت مولاناؒ کی فکر سامنے آسکتی ہے اور قاری کو اندازہ ہوسکتا ہے کہ موجودہ مغربی تمدن کے تئیں حضرت مولاناؒ کا موقف کیا تھا اور آپ کے نظریات وخیالات کیا تھے؟ مولانا نے مزید فرمایا کہ حضرت مولاناؒ کی فراست تھی کہ آپ نے اس کتاب کے لئے جو تعبیر استعمال فرمائی وہ تعبیر بھی اس وقت رائج نہیں تھی، لیکن بعد کے واقعات نے بتادیا کہ جو تعبیر مولاناؒ نے اختیار کی تھی وہی بہتر تھی۔ مزید فرمایا کہ حضرت مولاناؒ نے مغربی تہذیب کا بہت ہی گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا تھا اور مغربی مفکرین کی کتابیں انگریزی زبان میں مطالعہ کی تھیں اور علماء کے درمیان یہ آپ کی انفرادی خصوصیت تھی"۔

دوسرا محاضرہ حضرت مولاناؒ کی معرکۃ الآراء کتاب "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمين" کے متعلق حضرت مولانا دامت برکاتہم کا ہوا، آپ نے فرمایا کہ:

"حضرت مولاناؒ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ خصوصی فضل تھا کہ آپ نے ایسی کتاب تالیف فرمائی جو عصر حاضر کی ضرورت تھی، عصری تعلیم کی وجہ سے انگریز کی عظمت وہیبت دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی اور ذہن ودماغ ان کی کسی کمی کو تسلیم کرنے کے لئے راضی نہیں ہوتے تھے، پورا عالم اسلام ان سے متاثر تھا، حضرت مولاناؒ نے جب یہ کتاب تصنیف فرمائی تو عالم عرب میں اس کی دھوم مچ گئی، عالم عربی کا کوئی ایسا ذی علم نہیں ہوگا جس نے یہ کتاب نہ پڑھی ہو، بعض بعض نے تو بار بار اس کتاب کا مطالعہ کیا، حضرت مولاناؒ اپنی تحریروں میں پہلے عرب کو مخاطب کرتے ہیں پھر دوسروں کو"۔

تقریباً ایک گھنٹہ تک مولانا مدظلہ کا سلسلہ کلام جاری رہا۔

بعد نماز عصر مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی جو خاص طور پر ندوہ سے طلباء کو نصیحت کرنے کے لئے تشریف لائے تھے، خطاب فرماتے ہوئے فرمایا کہ وہ جہاں بھی رہیں، تقویٰ وخشیت الٰہی کو اپنا شعار بنائیں، آپ نے "سورة العصر" کی روشنی میں طلباء کو عمل صالح کی نصیحت فرمائی، تقریباً نصف گھنٹہ سے زائد خطاب فرما کر دعا پر اختتام فرمایا۔

بعد نماز مغرب اجازت حدیث کی مجلس تھی جو درحقیقت ان تین روزوں کی اصل روح تھی، یہ مجلس بڑی ہی اہم ہوتی ہے جس میں طلباء کے علاوہ وہاں موجود تمام افراد شریک ہوتے ہیں، اس مجلس میں حضرت مولانا دامت برکاتہم نے تمام طلباء کو حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے مرتب کردہ احادیث مسلسلات کے مجموعہ کی اجازت دی، تمام طلباء نے ایک ایک حدیث پڑھی پھر حضرت والا نے اپنی مختصر گفتگو میں حدیث کی اہمیت وفضیلت بیان کی اور محدثین کے اوصاف کا تذکرہ کیا نیز طلباء کو ان اوصاف کے اختیار کرنے کی تاکید کی اور تمام فضلاء کو اس مجموعہ حدیث کی اجازت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی سند سے دی، چونکہ اس مجموعہ میں حدیث مسلسل بالمصافحہ اور حدیث مسلسل بالماء والتمر بھی تھی، اس لئے دعا کے بعد تمام طلباء نے آپ سے مصافحہ کیا نیز کھجور اور پانی سے ان کی ضیافت بھی ہوئی، اسی پر اس سہ روزہ علمی، فکری وتربیتی سفر کا اختتام ہوا۔

☆☆☆☆☆

......بقیہ صفحہ ۲۵ کا)

اس سے پہلے طلبائے علیا اولی (شریعہ، ادب ودعوہ) کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے سید یونس حسینی نے اردو میں اور محمد معظم نے عربی میں اپنے مقالے پیش کیے، جس میں انہوں نے اپنے رخصت ہونے والے رفقاء کے تعلق سے اپنی کیفیات اور قلبی احساسات وجذبات کا اظہار کیا۔ اسی طرح علیا ثانیہ شریعہ، ادب ودعوہ کے طلباء کے احساسات وجذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے طلحہ نعمت اور عامر سہیل نے اردو میں اور محمد شاداب نے عربی میں مقالے پیش کیے، اور دارالعلوم سے اپنی محبت وعقیدتمندی اور اپنے قلبی تعلق کا اظہار کیا، اور اس گہوارۂ علم وعرفاں سے ہمیشہ وابستہ رہنے اور اس سے اخذ واستفادہ اور زلہ ربائی کا سلسلہ جاری رکھنے کا وعدہ کیا، اور ساتھ ہی اپنے اساتذہ کی شفقتوں، عنایتوں، محبتوں اور توجہات کا ذکر کیا جو انہیں دوران تعلیم حاصل رہیں، اور ان کے حق میں ہوئی اپنی کوتاہیوں اور تقصیروں پر اپنے اساتذہ سے معافی کی خواستگاری کی۔

طلبائے علیا اولی (شریعہ، ادب ودعوہ) کی طرف سے استقبالیہ راقم سطور نے پیش کیا اور جلسہ کی نظامت کی۔ الوداعی نظم محمد اسامہ علیا اولی ادب نے پیش کی، جبکہ ترانہ ندوہ محمد عبدالقیوم نے مع رفقاء کے پیش کیا، اور محمد جاوید اقبال نے تلاوت کلام پاک سے اس الوداعی تقریب کا آغاز کیا۔

الوداعی جلسے میں طلبہ کی ایک کثیر تعداد شریک تھی، پورا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، ذمہ داران دارالعلوم اور اکثر اساتذہ ہال میں موجود تھے اور طلبہ کی اس خوشی میں ان کے ساتھ شریک تھے۔

☆☆☆☆☆

اہل خیر حضرات کی خدمت میں

رمضان المبارک میں ندوۃ العلماء کے لیے مالی تعاون حاصل کرنے کی غرض سے جن اساتذہ ومحصلین کو جس شہر یا علاقہ میں بھیجا جارہا ہے اس کی تفصیل ذیل میں دی جارہی ہے، اہل خیر حضرات سے تعاون کی درخواست ہے۔

(مفتی) محمد ظہور ندوی

نائب ناظم وناظر شعبۂ تعمیر وترقی، ندوۃ العلماء لکھنؤ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	عہدہ	علاقہ
۱	قاری فضل الرحمٰن صاحب ندوی	استاذ شعبۂ حفظ	ممبئی
۲	حافظ عبدالواسع صاحب	استاذ شعبۂ حفظ	مالیگاؤں، ممبئی
۳	مولانا عبدالشکور صاحب ندوی	استاذ معہد دارالعلوم (سکروری)	ممبئی
۴	مولانا محمد اسمٰعیل صاحب ندوی، مولانا عبداللہ صاحب ندوی	استاذ معہد (مہپت مئو) ناظر مطبخ دارالعلوم	ممبئی
۵	مولانا محمد اسلم صاحب مظاہری، مولانا محمد عرفان صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم، استاذ معہد (مہپت مئو)	مدراس، وجے واڑہ
۶	مولانا محمد قیصر حسین صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	سورت، دھولیہ، واپی، بلساڑ
۷	مولانا شفیق احمد صاحب باندوی ندوی	استاذ معہد دارالعلوم (سکروری)	پٹن، پالن پور واطراف
۸	حافظ محمد عقیل صاحب قاسمی	استاذ شعبۂ حفظ	حیدرآباد
۹	حافظ محمد ہاشم صاحب قاسمی	استاذ شعبۂ حفظ	اورنگ آباد، جالنہ، پونہ، احمد نگر
۱۰	مولانا محمد انیس صاحب ندوی، مولانا محمد شاکر صاحب ندوی	اساتذۂ دارالعلوم	بھٹکل، شموگہ، تمکور
۱۱	مولانا رشید احمد صاحب ندوی، مولانا زہیر احسن صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم، استاذ معہد (سکروری)	بنگلور
۱۲	مولانا مفتی محمد مستقیم ندوی، مولانا مفتی ساجد علی ندوی، مولانا اکرام الدین صاحب	استاذ دارالعلوم، معاون علمی دارالقضاء، محصل شعبہ	کلکتہ
۱۳	قاری عبداللہ خاں صاحب ندوی	استاذ شعبۂ قرأت دارالعلوم	دہلی
۱۴	مولانا عبدالسلام صاحب ندوی	استاذ معہد (مہپت مئو)	دہلی
۱۵	مولانا محمد اسلم صاحب ندوی	استاذ معہد دارالعلوم (سکروری)	پٹن، جوناڈیسہ، چھاپی، پالن پور
۱۶	مولانا مسعود احمد صاحب ندوی	استاذ معہد دارالعلوم (سکروری)	کانپور
۱۷	مولانا شکیل احمد صاحب ندوی	محرر معہد دارالعلوم (سکروری)	الٰہ آباد
۱۸	مولانا شمیم احمد صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	حیدرآباد، نظام آباد
۱۹	مولانا محمد امجد صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	سنبھل واطراف
۲۰	مولانا مشہود السلام صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	پٹنہ، پھلواری شریف، بہار شریف، مغلسرائے
۲۱	مولانا جواد الحسن صاحب ندوی	استاذ مکتب	بیگوسرائے، بھاگلپور، کھگڑیا، مظفرپور وغیرہ
۲۲	مولانا محمد زبیر اعظمی صاحب ندوی	استاذ مکتب	مالدہ، مرشدآباد (بنگال)
۲۳	جناب بسم اللہ خاں صاحب	ناظر مطبخ معہد (سکروری)	گونڈہ، بہرائچ، بلرامپور، شراوستی نگر
۲۴	مولانا محمد نسیم صاحب ندوی	استاذ معہد (مہپت مئو)	کانپور، سندیلہ، غوث گنج
۲۵	مولانا بشیر الدین صاحب	استاذ مکتب	لکھنؤ (شہر)
۲۶	مولانا محمد امتیاز صاحب ندوی	استاذ معہد (مہپت مئو)	لکھنؤ (شہر)
۲۷	قاری بدرالدین صاحب ندوی	استاذ شعبۂ حفظ	لکھنؤ (شہر)
۲۸	حافظ مبین احمد صاحب	استاذ مکتب	لکھنؤ (شہر)
۲۹	مولانا عبدالمتین صاحب ندوی	استاذ معہد دارالعلوم (سکروری)	امروہہ، مرادآباد
۳۰	مولانا عبدالقدوس صاحب قاسمی	محصل شعبہ	بنارس، بھدوہی، مرزاپور
۳۱	حافظ عبدالمبین خاں صاحب	محصل شعبہ	سیتاپور، کانپور
۳۲	مولانا ساجد علی صاحب ندوی	محصل شعبہ	کرناٹک کے اضلاع
۳۳	مولانا حفظ الرحمٰن احمد صاحب تھانوی	محصل شعبہ	آسام، جھارکھنڈ وبہار
۳۴	مولانا محمد رضوان صاحب قاسمی	محصل شعبہ	احمدآباد، گجرات
۳۵	حافظ امین اصغر صاحب	محصل شعبہ	علی گڑھ، آگرہ، فیروزآباد، سہارنپور، بلندشہر، سکندرآباد
۳۶	مولانا سید عنایت اللہ صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	اندور، اجین
۳۷	مولانا علیم الدین صاحب ندوی	محصل شعبہ	رتنا گیری، ستارا، پونہ
۳۸	مولانا محمد مسلم صاحب مظاہری	محصل شعبہ	رامپور، مظفرنگر، میرٹھ، بجنور، نجیب آباد
۳۹	مولانا محمد عقیل صاحب ندوی	استاذ مکتب شہر	چمپارن، دربھنگہ، سستی پور، پٹنہ وغیرہ
۴۰	مولانا عبدالرحیم صاحب ندوی	محصل شعبہ	ناگپور، بھوپال
۴۱	مولانا مفتی محمد ظفر عالم صاحب ندوی	استاذ دارالعلوم	پٹنہ واطراف
۴۲	مولانا اسرار الحق صاحب ندوی	استاذ مکتب شہر	لکھنؤ (شہر)
۴۳	مولانا عبدالعزیز صاحب ندوی	محرر دفتر نگران اعلیٰ	رڑکی، جوالاپور، دہرہ دون
۴۴	مولوی عبدالکبیر صاحب فاروقی	استاذ معہد (مہپت مئو)	کاکوری واطراف لکھنؤ
۴۵	حافظ ثناء اللہ صاحب	محصل شعبہ	ناگپور، بھیونڈی، ممبئی

☆☆☆☆☆☆

Complet Family Footwear

Royal

King Footcare

RED CHIF, WOODLAND, SPARX

Tel. : 0522-3067961
Mobile : 9935719012

Akbari Gate
SS Plaza, Sec-1, L.D.A. Colony, Aashiana,
Near Vishal Mega Mart, Lko.
H.I.G.-3, Sextor-A, Ram Ram Bank, Aliganj
B-5, Basement, Arif Chamber-1 Aliganj
Arif Chamber-1, Kapoorthala Aliganj

CAFE FIRDOS
فردوس کیفے
Partly Air Condition
MOGHALAI & CHINESE FOOD
Tel.: 23424781 - 23459921
145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003

MAQBOOL JEWELLERS
مقبول جویلرس
جوتے والی گلی، امین آباد
Jutey Wali Gali, Aminabad Lucknow | Shop No. S-13 Gole Market, Mahanagar Lucknow
Mob.: 9956069081-9919089014 | Ph: 0522-4000130 (S) - 4001130

Mohd. Zubair
Mohd. Salman
0522-2618629
09415028247
09919091462
Sahara FOOTWEAR
wholesale
35, Amethi House, Near Post Office, Aminabad, Lucknow-18

ماہ مبارک کی عبادت مبارک مبارک!
روز عید کی مسرت مبارک مبارک!

پروپرائٹر: ولی اللہ
ولی اللہ جویلرس
WALIULLAH
Jewellers
ALL KINDS OF GOLD, SILVER & DIAMOND JEWELLERY
Mob. 9415090544, 9936672278
Phone : 0522-2627446 (S)
e-mail : waliullahjewellers@gmail.com
Jutey Wali Gali, Aminabad, Lucknow

ممبئی کے قارئین کی خدمت میں
ممبئی کے قارئین "تعمیر حیات" سے گزارش ہے کہ "تعمیر حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔
ALAUDDIN TEA
44, Haji Building S.V. Patel Road
Null Bazar, Mumbai-400003
Tele Add Cupkettle
Ph: 23460220-23468708

Contact
Mr. M. Afaq 9919035087
Mr. M. Imran 9415757256
Mr. M. Zeeshan 9044555611
Phone: 0522-3056047
ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز
اعلیٰ کوالٹی، جدید ترین فیشن کے ساتھ
Shirt, Trousers, Coats, Embroidered Sherwanis, Pullowers, Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & Ties
شادی بیاہ، تیوہار اور تقریبات کے لئے شاندار ذخیرہ، تشریف لائیں قابل بھروسہ برانڈ
menmark®
Men's Exclusive
MFG, Wholesale, Export & Retail
58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow-226001

NADWATUL-ULAMA
PO. BOX 93, TAGORE MARG, LUCKNOW
226007 U. P. (INDIA)
Phone : 0522-2741231

ندوۃ العلماء
پوسٹ باکس ۹۳، ٹیگور مارگ، لکھنؤ
۲۲۶۰۰۷ یوپی (ہند)
فون نمبر : ۰۵۲۲-۲۷۴۱۲۳۱

Date ________ تاریخ ________

باسمہ تعالیٰ

اہل خیر حضرات سے اپیل

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی ناظم ندوۃ العلماء کی سرپرستی میں اپنی علمی و دینی خدمت میں مصروف ہے، طالبان علوم دین کی کثرت کی وجہ سے دارالعلوم میں طلباء کی رہائش کا بڑا مسئلہ پیدا ہوگیا ہے جس کی وجہ سے سال گزشتہ داخلے محدود کرنے پڑے اور جدید طلباء کی ایک بڑی تعداد مایوس ہوکر واپس ہوگئی، اس صورت حال کو دیکھ کر مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء نے جدید دارالاقامہ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بھروسہ پر یہ تعمیر شروع کرادی گئی ہے۔

اس جدید دارالاقامہ میں جو تین منزلہ ہوگی ساٹھ کمرے اور تین ہال ہوں گے تاکہ طلباء کی رہائش کے ساتھ دیگر تعلیمی مصروفیات کی تکمیل ہوسکے۔

اس تعمیر پر مبلغ -/2,35,00000 (دو کروڑ ۳۵ لاکھ) روپے اور ایک کمرہ پر تقریباً چار لاکھ روپے کے خرچ کا تخمینہ ہے جو انشاء اللہ اہل خیر حضرات کے تعاون سے پورا ہوگا، ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اس اہم ضرورت کی طرف فوری توجہ فرمائیں گے اور ندوۃ العلماء کے کارکنوں کا ہاتھ بٹائیں گے تاکہ طلباء علم دین دلجمعی کے ساتھ حاصل کرسکیں، ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا بھروسہ ہے کہ اس کی مدد سے یہ اہم کام تکمیل کو پہنچے گا،

وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

(مولانا مفتی) محمد ظہور ندوی	(مولانا) محمد واضح رشید ندوی	(پروفیسر) اطہر حسین خالدی	(مولانا) سعید الرحمٰن اعظمی ندوی	(مولانا) محمد حمزہ حسنی ندوی
نائب ناظم ندوۃ العلماء	معتمد تعلیم ندوۃ العلماء	معتمد مال ندوۃ العلماء	مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء	ناظر عام ندوۃ العلماء

نوٹ: چک/ڈرافٹ پر صرف یہ لکھیں: **NADWATUL ULAMA**

(State Bank of India Main Branch, Lucknow.)

بلڈنگ کھاتہ 10863759733 عطیہ کھاتہ 10863759711 زکوٰۃ کھاتہ A/C NO.10863759766

اور اس پتہ پر ارسال کریں:

NAZIM NADWATUL ULAMA,
P.O. BOX NO. 93, TAGORE MARG,
LUCKNOW - 226007 (U.P.)

Phone : (91-522) 2741231, 2741316, 2740151, Fax : 2741221
E-mail address : nadwa@sancharnet.in/ website : www.nadwatululam.org.

Postal Regd. No. LW/NP/63/2012TO2014
R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071
Despatch Date, 10-12 / 25-27
Vol. No. 49 Issue No.18

Fortnightly
TAMEER-E-HAYAT
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Ph. Off. : 0522-2740406
Fax : 0522-2741221
E-mail : nadwa@sancharnet.in

25 July, 2012

Almas TM
Lucknowi Libas

Classic Chikan Garment

اعلیٰ کوالٹی، جدید ترین فیشن کے ساتھ
لکھنؤ چکن ملبوسات کا قابل اعتماد نام
الماس
لکھنوی لباس
ہر موسم کے لئے زنانہ، مردانہ چکن گارمنٹس کا شاندار ذخیرہ
تھوک و پھٹکر

House of Chikan Garment, Designer Collection, Ladies Top & Kurtie, Saree, Dress Material, Shawl Pashmina Scarves, Gents Kurta, Sherwani Girls & Boys Dress. . . .

ALMAS COTTAGE INDUSTRIES
Manufacturer, Exporter, Whole Seller & Retailer

SHOWROOM: Regency Awadh Bldg., Chowk, Gol Darwaza, Opp. Lohiya Park, Lucknow - 226003 U.P. (INDIA)
Tel.: 0522-4025367, 3235335 Email: almaslucknowilibas@gmail.com

FACTORY: ALMAS HOUSE, Plot No. 140-143, New Friends Colony, Sector-6, Janki Puram Ext., Lucknow - 226024 INDIA

Quba Awning
Demo Tent And Awining

ایم۔ کے۔ ملک

قبا اوننگ

مینوفیکچررس

ٹیررس اوننگ ۔ ونڈو اوننگ = ڈوم اوننگ
فکس اوننگ ۔ لان اوننگ ۔ ڈیموٹینٹ

چندراول، نزد سی آر پی ایف سینٹر، سروجنی نگر، لکھنو

Chandrawal (Near C.R.P.F. Group Center) Sarojni Nagar, Lucnknow
Tel : (W)0522-2817580 - (W)0522-2817759 - 0522-3211701
Mob.: 9335236026 - 9839095795 - E-mail: qubaawningup@yahoo.com

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ

خوشبودار عطریات

روغنیات، عرقیات، کولر پرفیوم، کار پرفیوم، روم فریشنر،
فلور پرفیوم، روح گلاب، روح کیوڑہ، عرق گلاب،
عرق کیوڑہ، اگربتی، ہربل پروڈکٹ
: کی ایک قابل اعتماد دوکان :
ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

تیار کردہ
اظہارسن پرفیومرس
اکبری گیٹ، چوک لکھنو
برانچ: C-5، جنپتھ مارکٹ، حضرت گنج

IZHARSON PERFUMERS

H.O. : Akbari Gate, Chowk, Lucknow.
Tel : 0522-2255257 Mobile : +91-9415009102
Branch : C-5 Janpath Market, Hazratganj
Lucknow 226001 U.P. INDIA Cell:91-9415784932
E-mail : izharsonperfumers@yahoo.com

Editor *Shamsul Haq Nadwi*, Printed & Published by *Athar Husain*
On behalf Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Nazirabad, Lko. Ph: 9415100085

Designed By : Future Graphix, Lko. Mobile : 8953394667 - 7860632916